# اسلامی انقلاب کی کوشش

# فرض عین ہوچکی؟




مرتب

مولانا محمد عبدالعزیز غازی، خطیب لال مسجد، اسلام آباد

# اسلامی انقلاب
# کی کوشش کیوں فرض؟

مرتب؛ سید ڈاکٹر اقبال



## چند ضروری باتیں و چند ضروری گزارشات

مولانا محمد عبدالعزیز غازی مدظلہ العالی

| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | .............................. | اسلامی انقلاب کی کوشش کیوں فرض؟ |
| طباعت اول | .............................. | مارچ ۲۰۱۳ء |
| تعداد | .............................. | ۱۱۰۰ |
| صفحات | .............................. | ۷۱ |
| اصل قیمت | .............................. | |
| رعایتی قیمت | .............................. | |
| شعبہ نشرواشاعت | .............................. | ادارہ احیاء العلوم لال مسجد و جامعہ سیدہ حفصہ ؓ اسلام آباد |


## {ملنے کا پتہ}

- ☆ مکتبہ فریدیہ ای سیون اسلام آباد 0333-5221278
- ☆ مکتبہ حسان غازیؒ لال مسجد اسلام آباد 0301-5662734
- ☆ مکتبہ عائشہ ؓ جامعہ سیدہ حفصہ ؓ (مستورات کے لیے) G/7-2 اسلام آباد
- ☆ مکتبہ ام عبدالرشید غازیؒ جامعہ سیدہ حفصہ ؓ بحریہ ٹاؤن (مستورات کے لیے)
- ☆ مکتبہ ابواسامہ غازی جامعہ عبداللہ بن غازی روجہان 0346-8401954
- ☆ مکتبہ علامہ عبدالرشید غازی شہیدؒ جامعہ سیدہ حفصہ ؓ G-7/3-2 051-2828636
- ☆ مکتبہ سید ناحسن ؓ سمبلی ڈیم روڈ، سیری چوک، بہارہ کہو، اسلام آباد 0343-7351341
- ☆ مکتبہ علامہ عبدالرشید غازی شہیدؒ جامعہ سیدہ حفصہ ؓ لہتراڑ روڈ ڈلہ اسلام آباد 0333-8554583
- ☆ مکتبہ حسان بن غازی شہید لال مسجد اسلام آباد 0301-5662734
- ☆ کتب خانہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی 051-5771798
- ☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور ☆ مکتبہ رشیدیہ کمیٹی چوک راولپنڈی
- ☆ مکتبۃ الحسن اردو بازار لاہور ☆ مکتبہ بک لینڈ کالج روڈ نزد لیاقت باغ راولپنڈی

## {استدعا}

اللہ تعالی کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق تصحیح پوری احتیاط سے کی گئی ہے ۔بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع عنایت کریں۔

☆شکریہ☆

فرض؟

| صفحہ | فہرست | نمبر |
|---|---|---|
| 4 | انتساب | ۱ |
| 5 | چند ضروری باتیں | ۲ |
| 9 | حرف آغاز | ۳ |
| 12 | اسٹیج تیار ہو چکا..................انقلاب ناگزیر ہے | ۴ |
| 18 | اسلامی نظام......ہی کیوں | ۵ |
| 28 | اسلامی نظام کے جذبے کا...........مرکز محور | ۶ |
| 41 | اسلامی انقلاب.......... کیسے | ۷ |
| 44 | سماجی خدمات کو ہی اسلامی تعلیمات کا حاصل سمجھنے کی غلط فہمی | ۸ |
| 49 | محض دعاؤں سے نفاذ اسلام کی تمنا | ۹ |
| 51 | امر بالمعروف کے ذریعے نفاذ اسلام کی کوشش | ۱۰ |
| 54 | ووٹ کے ذریعے اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد | ۱۱ |
| 67 | اسلامی انقلاب کے لیے کوشش کیوں فرض ہو چکی | ۱۲ |
| 58 | اسلامی انقلاب کا مطلوبہ حقیقی راستہ | ۱۳ |
| 68 | اسلامی نظام کا درد رکھنے والوں سے چند ضروری گزارشات | ۱۴ |

## {انتساب}

شہدائے لال مسجد کے نام جنہوں نے عظیم قربانی دیکر اسلامی انقلاب کی راہ آسان کر دی اور باطل نظام پر کاری ضرب لگائی۔اور لاکھوں نوجوانوں کو اسلامی انقلاب کیلئے کھڑا کر دیا۔

فرض؟

# چند ضروری باتیں

پاکستان لاکھوں افراد کی قربانیوں سے اسلامی نظام کے لیے بنا تھا لیکن افسوس پاکستان کے بنتے ہی ایک دجالی جمہوری نظام پاکستان میں نافذ کر دیا گیا جس کی وجہ سے پاکستان مسائلستان بن گیا یہ نظام اللہ تبارک وتعالی کی حاکمیت کا انکار کرتا ہے اور یہ حاکمیت عوام کو دیتا ہے اس لیے اس جمہوری نظام کے پرستار سیاست دان سارا دن اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر عوام عوام کی رٹ لگاتے ہیں کہ عوام جو چاہے گی وہ ہو گا اور حقیقت میں یہ بھی دھوکہ اور فریب ہے سروے رپوٹیں آچکی کہ عوام کا ساٹھ فیصد حصہ انتخاب میں حصہ ہی نہیں لیتا اور شہری علاقوں میں رہنے والے پڑھے لکھے لوگوں کی بھی اکثریت انتخاب میں حصہ نہیں لیتی صرف اور صرف دیہاتوں کے لوگ انتخابات میں حصہ لیتے ہیں تو وہ بھی علاقے کے وڈیروں نوابوں کی دولت اور طاقت اور دہشت کی وجہ سے ووٹ میں حصہ لیتے ہیں جو ووٹ نہیں دیتا وہ اپنی طاقت اور دولت کے بل بوتے پر اس کی زندگی اجیرن کر دیتے ہیں جمہوریت کے اندر ملک کے موجودہ دیگر گوں مسائل کا حل قطعا قطعا نہیں ہے جمہوریت کے دعوی داروں سے ذرا سوال کیجئے کہ درج ذیل مسائل کا جمہوری حل کیا ہے تو وہ ان مسائل کا کوئی حقیقی حل پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

ا...... ملک کے سودی نظام نے معیشت کا بیڑا غرق کر دیا ہے سودی نظام اللہ تبارک وتعالی اور اس کے رسول اللہ ﷺ سے اعلان جنگ ہے۔ سود سے چھٹکارے کا حل

فرض؟ جمہوریت میں کیا ہے؟

۲...... کراچی میں ۲۵، ۳۰سال سے قتل عام جاری ہے اس کا جمہوریت میں کیا حل ہے ؟

۳......بلوچستان میں احساس محرومیت کے نتیجے میں ایک سخت قسم کی مزاحمت کا سامنا ہے اور بلوچستان تباہی کے دھانے پر کھڑا ہے تو بلوچستان کو تباہی کے دھانے سے بچانے کا جمہوریت میں کیا حل ہے؟

۴...... قبائل میں جو جنگ وجدل ہے اس کا جمہوریت میں کیا حل ہے؟

۵......پورا ملک چوروں اور ڈاکوؤں اور اغواء کاروں نے یرغمال بنا دیا ہے اس کا جمہوریت میں کیا حل ہے؟

۶......بچیوں کے ساتھ اجتماعی زیادتی کے واقعات بڑھ رہے ہیں عورتوں کے چہروں پر تیزاب پھینکنے کے واقعات میں بھی دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اس کا حل جمہوریت میں کیا ہے؟

۷......اللہ تبارک وتعالی کی نافرمانی کی وجہ سے پانی کی شدید قلت ہو چکی ہے اور بجلی کی پیداوار متاثر ہو گئی ہے اور اس طرح گیس کی پیداوار بھی اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے متاثر ہو گئی ہے تو اللہ تبارک وتعالی کی نافرمانی کو ختم کرنے کا جمہوریت میں کیا حل ہے؟

۸......پاکستان کے چینل انتہا درجے کی فحاشی اور عریانی پھیلا رہے ہیں اس طرح اخبارات اور رسائل بھی فحاشی اور عریانی پھیلا رہے ہیں تو جمہوریت کے حق میں دلائل دینے والے علماء اس کا جواب دیں کہ آئینی دائرے میں رہتے ہوئے اس فحاشی اور عریانی کو بند کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

۹......جب ملک کی عدالتوں میں انگریزوں کا بنایا ہوا طاغوتی نظام چل رہا ہو جس میں

فرض؟ مقدمات پندرہ بیس سال چلتے ہوں اور مقدمات لڑنے کے لیے لاکھوں روپے کی ضرورت ہو تو جمہوریت کے دعوی دار بتائیں کہ اس کا حل جمہوریت میں کیا ہے؟

۱۰...... جمہوریت کے دعوی داروں سے یہ بھی سوال ہے کہ پاکستان بھر میں جو علماء طلباء تاجر اور عوام کا قتل عام جاری ہے اور آئے دن ملک میں ان واقعات کے سد باب کے لیے ہڑتالیں اور مظاہرے کر رہے ہیں تو اس جمہوری طاغوتی نظام کے دیئے ہوئے ان احتجاجی تحفوں یعنی ہڑتالوں اور مظاہروں سے قتل عام کا سد باب ہو رہا ہے یا یہ ہے کہ مظاہرے اور ہڑتالیں ملک کو تباہی سے دوچار کر رہے ہیں اور قتل عام کا کوئی جمہوری حل نظر نہیں آرہا۔

حقیقت یہ ہے کہ ملک کے دگرگوں مسائل کا حل اس جمہوری طاغوتی نظام میں نہیں ہے بلکہ کائنات کے خالق و مالک اور کائنات کی کھربہا کھرب چیزوں کو بے عیب انداز میں تخلیق کرنے والے سارے عیبوں سے پاک اللہ تبارک وتعالی کے دیئے ہوئے نظام قرآن وسنت میں ہے اسلامی نظام آئے گا قرآن وسنت کا نفاذ ہو گا تو اللہ تبارک وتعالی کی رحمتیں ہماری طرف متوجہ ہوں گی بارشیں خوب ہوں گی تو پانی کا مسئلہ حل ہو گا بجلی کی پیداوار بڑھے گی فصلیں خوب اگیں گی معیشت بہتر ہو گی بجلی کی پیداوار بڑھے گی تو صنعتوں کا جو پہیہ جام ہے چل پڑے گا؟ قرآن وسنت کا نفاذ ہو گا تو کرپشن کا خاتمہ ہو گا ملک کی اضافی زمینیں غریبوں میں تقسیم کی جائیں گی تو غریبوں کا بوجھ کم ہو گا غریب دعائیں دیں گے ملک میں قصاص کا قانون ہو گا اور قاتلوں کو چند دن کے اندر میڈیا کے سامنے سزا دیتے ہوئے ان کا سر قلم کیا جائے گا تو ملک سے قتل وغارت گری کا خاتمہ ہو گا۔

اور چوروں اور ڈکیتوں کو چند دن میں پوری قوم کے سامنے سزا دیتے ہوئے

فرض؟ ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں گے تو پورے ملک میں چوری اور ڈکیتی کا خاتمہ ہو گا آج پورے ملک میں الزامات کا طوفان ہے غریبوں اور معصوموں پر اس کے سد باب کے لیے حد قذف کا اجراء کرتے ہوئے جب تہمت لگانے والوں کو۸۰،۸۰ کوڑے لگائے جائیں گے۔ تو تہمتوں کا یہ طوفان تھمے گا۔

اور جب پاکستان میں حقیقی معنوں میں اسلامی نظام نافذ ہو گا تو قبائل میں جاری تحریک طالبان اپنا رخ پاکستان سے موڑ کر دیگر کفریہ طاقتوں کی طرف متوجہ ہو جائے گی اور یہ آپس کی جنگ جس میں ماہانہ اربوں روپے خرچ ہو رہے ہیں اور ہزاروں جانیں ضائع ہو رہی ہیں اس کا خاتمہ ہو گا جب قرآن وسنت نافذ کر کے اہل بلوچستان کو ان کے حقوق قرآن وسنت کی روشنی میں دیئے جائیں گے تو بلوچوں میں احساس محرومی ختم ہو گا۔

جب بے حیائی اور فحاشی پھیلانے والے تمام لوگوں کو شرعی ضابطوں کا پابند کیا جائے گا اور خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت سزائیں دی جائیں گی تو بے حیائی وفحاشی وعریانی کا خاتمہ ہو گا اور بے حیائی فحاشی کے خاتمے سے اللہ کی رحمت متوجہ ہو گی اور جب عورتوں کی چہروں پر تیزاب ڈالنے والے کے چہروں پر تعزیراً تیزاب ڈالا جائے گا تو کسی کو جرات نہیں ہو گی کہ وہ کسی کے چہرے پر تیزاب ڈالے اور جب قرآن وسنت کو نافذ کرتے ہوئے ملک کے بد کاروں زانیوں اور بد کاری کے اڈے چلانے والوں پر پوری قوم کے سامنے انہیں سنگسار کیا جائے گا انہیں کوڑے لگائیں جائیں گے تو پورے ملک میں بد کاری کے اڈوں اور زنا کا خاتمہ ہو گا جب پاکستان میں قرآن وسنت کا نفاذ کرنے کے بعد عدالتوں میں قرآن وسنت کا قانون چلے گا تو عوام کو سستا اور فوری انصاف مہیا ہو گا۔

کچھ حضرات اور علماء کا یہ کہنا ہے کہ پاکستان کا نظام اسلامی ہے قطعاً غلط ہے

فرض؟ برطانوی نظام میں چند چیزوں کی پیوند کاری ضرور کی گئی ہے لیکن اصل بنیاد برطانیہ کا کالا قانون ہے اس لیے آج عدالتوں اور وکلاء کی الماریوں میں انگریز کی کتابیں نظر آئیں گی لیکن قرآن مجید، بخاری، ترمذی، مسلم، ابو داود، اور فقہ حنفی کی کوئی کتاب نظر نہ آئے گی۔

آخر میں میں تمام ان مسلمانوں سے جو دین کا درد رکھتے ہیں اور اسلامی نظام چاہتے ہیں ان سے گزارش کروں گا جمہوریت کے دعویداروں سے مذکورہ مسائل کا حقیقی حل طلب کریں اور اسلامی نظام کی کوشش کو تیز کریں اور اس کتاب کا مطالعہ کریں یہ کتابچہ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے آج سے سولہ سال پہلے لکھا تھا جو باتیں انہوں نے سولہ سال قبل لکھی تھیں آج سولہ سال بعد اس طاغوتی، دجالی نظام کی وہ باتیں خوب واضح ہو کر قوم کے سامنے آچکیں ہیں اس کتاب کو پڑھنا ہر اسلامی نظام چاہنے والے درد مند انسان کے لیے ضروری ہے اس کتاب کے مصنف سے رابطہ کرنے کی کوشش کی گئی رابطہ نہ ہو سکا مصنف سے انتہائی معذرت کے ساتھ ان کی اجازت کے بغیر یہ کتاب چند ناگزیر اور بہت سی مختصر تبدیلیوں کے ساتھ شائع کی جارہی ہے علماء کرام اور پروفیسروں، ٹیچیروں سے گزارش ہے کہ اس کتاب کو باقاعدہ مدرسوں اور سکولوں میں پڑھائیں اور اس طاغوتی نظام کا دجل فریب واضح کر کے نوجوانوں کو اسلامی نظام کی طرف راغب کریں۔

اللہ تبارک وتعالی ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

فقط محمد عبدالعزیز غازی (حفظہ اللہ) خطیب لال مسجد اسلام آباد

**بسم اللہ الرحمن الرحیم**

## حرف آغاز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

فرض؟ ملت اسلامیہ کا وجود احساس زیاں کا فقدان، بے حسی، سہل پسندی اور ذلت وپستی کی وجہ سے مجموعی طور پر بے جان ہو چکا ہے۔اپنی بے تدبیریوں، بداعمالیوں اور کوتاہیوں اور اغیار کی چالا کیوں اور سفا کیوں نے اسے را کھ کے ایک ڈھیر میں تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔۔۔۔۔۔ کفر کی قوتیں ملت اسلامیہ کی رہنمائی اور رہبری کا فریضہ انجام دے رہی ہیں۔۔۔۔۔۔طاغوتی استحصالی طاقتوں نے ملت اسلامیہ کی تقریباتمام ریاستوں کوزندگی کی ہر ضرورت اور تقاضے کی تکمیل کیلئے عملاً اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا ہے۔۔۔۔باطل کے شیطانی منصوبوں اور اہل ملت اسلامیہ کی فریب خوردگی نے دین آخرت سے ان کے رشتوں کو انتہائی کمزور اور دنیاوی غلاظتوں سے ان کے تعلق کو قوی تر بنا دیا ہے۔۔۔۔۔وہ اخلاقی دیوالیہ پن کی انتہا تک پہنچ چکے ہیں، حصول دولت اور جنسی جذبات کی تسکین کو انہوں نے اصل کامیابی، راحت اور سکون کا ذریعہ سمجھ لیا ہے اور مغرب کی اندھی تقلید کو وہ اپنے تمام مسائل کا واحد حل جاننے لگے ہیں۔ لیکن ملت اسلامیہ کے اس بظاہر مردہ وجود میں زندگی کی رمق ابھی باقی ہے را کھ کے اس ڈھیر میں دبی ہوئی کچھ چنگاریاں ملت اسلامیہ کے وجود میں حرارت کا پتہ دے رہی ہیں ۔عراق ،افغانستان، چیچنیا، بوسنیا ، فلسطین ، کشمیر، یمن ،شام،الجزائر ،صومال اور دیگر کئی مقامات پر ہونے والے حق وباطل کے چھوٹے بڑے معرکے ملت اسلامیہ کے وجود کے یکسر مردہ نہ ہونے کا ثبوت فراہم کر رہے ہیں اور پوری دنیا پر پھیلے ہوئے مختلف ممالک میں باطل سے ٹکر لینے والے یہی مرد مجاہد میرے نزدیک را کھ کے اس ڈھیر میں دبی ہوئی وہ چنگاریاں ہیں جو کسی بھی وقت شعلہ بن کر ملت اسلامیہ کے تن نیم مردہ میں زندگی کی نئی روح دوڑادینے کا سبب بن سکتے ہیں۔۔۔۔۔جو کسی بھی لمحے شراروں کی صورت اختیار کر کے ملت اسلامیہ کے وجود کی موت کا یقین کرنے کیلئے اس پر جھکے ہوئے باطل وطاغوت کے جسموں کو بھسم کر کے را کھ کے ڈھیر میں تبدیل کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔اور جو ملت اسلامیہ کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دینے والوں کے غرور و تکبر سے بھرے ہوئے سر اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت کے سامنے جھکا دینے یا پھر ان سروں کو ان تنوں سے الگ کر کے را کھ بنا دینے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ میر

فرض؟ ی اس تحریر کے مخاطب ملت اسلامیہ کے تن نیم مردہ اور راکھ کے اس ڈھیر میں موجود یہی بے باک شرارے اور جانثار وفدا کار مجاہد ہیں جن کے وجود سے ملت اسلامیہ کے تابناک مستقبل کا خواب وابستہ ہے۔۔۔۔۔!!

جن کی حیثیت بامِ عروج تک جانے والے راستوں کی طرف راہنمائی کرنے والے ان ستاروں کی مانند ہے جن کی راہنمائی امت مسلمہ کو ایک بار پھر دنیا کی امامت کے گم کردہ منصب پر فائز کر دینے کے قابل بنا سکتی ہے۔اور جن کی جرأت، بلند حوصلے اور ناقابل شکست عزائم عالمی سطح پر باطل کی عبرتناک شکست اور اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے خواب کو حقیقت کا روپ دینے کا سبب بن سکتے ہیں۔۔۔۔۔!

میری تمنا اور خواہش ہے کہ اسلام کے یہ مجاہد اور جان فروش سپاہی ایک مرکز ومحور سے جڑ کر باطل کے خلاف متحد اور فولادی قوت کی صورت اختیار کرلیں۔۔۔۔وہ اپنے دلوں میں موجود جذبہ جہاد وشہادت کے شعلوں سے ملت اسلامیہ کے تمام افراد کے سینوں کو گرما دیں۔۔۔۔اور پورے مسلم معاشرے میں اسلام کو غالب کرنے اور طاغوتی قوتوں کو نیست ونابود کر دینے کی ایک عمومی تڑپ اور جذبہ پیدا کرنے کا سامان کریں۔۔۔۔۔۔تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور اسلام سے وابستگی کے تقاضوں کو پورا کیا جاسکے ۔۔۔۔۔تمام انسانیت کو دین اسلام سے وابستہ فلاح ونجات کے ثمرات سے بہرہ مند کیا جاسکے ۔۔۔اور اسلامی انقلاب کو عملاً پوری دنیا کا مقدر بنایا جاسکے ۔۔۔۔۔۔۔!

زیر نظر تحریر میں اسلامی انقلاب کیلئے قدرت کے فراہم کردہ سازگار حالات اور اس سے متعلق چند ضروری اور بنیادی باتوں کا تجزیہ کیا گیا ہے تاکہ اسلامی انقلاب کی جانب اٹھنے والا ہر قدم تمام متعلقہ عوامل، تقاضوں اور محرکات کا شعور وادراک کرتے ہوئے اٹھایا جائے اور اس سلسلے میں تمام ممکنہ منفی اور مثبت حقائق محرکین انقلاب کی نظروں کے سامنے رہیں۔

موضوع سے جذباتی تعلق کے بناء پر میری اس تحریر پر لفاظیّت اور جذباتیت جیسے

فرض؟ اعتراض ہوسکتے ہیں اور میں یہ اقرار کرتے ہوئے کوئی جھجک محسوس نہیں کرتا کہ میں اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود ایسے الفاظ ڈھونڈھنے اور ایسا انداز تحریر اختیار کرنے میں بری طرح ناکام رہاہوں جوملت اسلامیہ کی موجودہ مایوس کن اور ناگفتہ بہ صورت حال کی نزاکت ،اصلاح احوال کیلئے عملی اور فوری اقدامات کی ضرورت اوراہمیت کے احساس اوراس حوالے سے میرے جذبات اور ذہنی کیفیات کی صحیح عکاسی اس طرح کرتے جیسا کہ میں سمجھ رہاہوں یاجس طرح کہ میں محسوس کررہاہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جارحانہ اور دوٹوک موقف اختیار کرنے کی وجہ سے میری اس تحریر پر ''بغاوت کے جذبات کو ابھارنے والی تحریر'' کا لیبل بھی لگ سکتاہے اس سلسلے میں میرا پیشگی اور قطعی موقف یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہی میرے لئے تمام کائنات کی سب سے زیادہ عزیزاور باعث تکریم وبرتر ہستی ہے اس کا دیاہوا قانون دنیاکے تمام انسانی قوانین سے بالاتر اور بہتر قانون ہے اس کا تجویز کردہ صالح اسلامی نظام تمام مصنوعی نظام ہائے زندگی سے بہتر ،باعث فلاح ونجات اور انسانوں پر نافذ کردینے کا اصل مستحق نظام ہے۔اس کے علاوہ تمام خود ساختہ نظام، قوانین، طریقے، ضابطے اور اصول ناقص، فرسودہ اور باطل ہیں اور انہیں انسانوں پر مسلط کرنے والے، باطل قوتوں کے کاسہ لیس، ان کے وفادار اور طاغوت کے نمک خوار ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور میرے دل میں ان سب کے لئے نفرت، حقارت اور بغاوت کے جذبات کے سوااور کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!!

طالب دعا

سید اقبال

کراچی

فرض؟

## اسٹیج تیار ہو چکا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔انقلاب نا گزیر ہے

تاریخ عالم کے اتار چڑھاؤ، قرآن کریم کے بلیغ اشاروں اور معاشرے کے رویوں پر گہری نظر رکھنے والے لوگ اسلامی انقلاب کو ایک مرتبہ پھر پوری دنیا کا مقدر بنتا ہوا صاف دیکھ رہے ہیں۔ اور انہیں اسلامی انقلاب کو پوری دنیا پر قائم کرنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سپاہیوں کے قدموں کی آہٹ بالکل واضح طور پر سنائی دے رہی ہے میرا یقین کی حد تک یہ دعویٰ نہ تو کسی خوش فہمی، غلط فہمی اور خود فریبی کا نتیجہ ہے اور نہ کسی دماغی خلل اور دیوانگی کی کیفیت کا شاخسانہ۔۔۔۔۔! میرے اس دعوے کا ثبوت ازل سے جاری زمانے کی تاریخ کے وہ اوراق ہیں جو کسی بھی دور کے انسانی معاشرے کی اخلاقی پستی، خود فراموشی، اللہ تعالیٰ فراموشی اور فطرت کے اٹل قوانین سے ٹکراؤ کی روش کے انتہائی سطح تک پہنچ جانے کے بعد رب کائنات کے آگے سر تسلیم خم کر دینے یا کرا دینے کے واقعات سے بھرے پڑے ہیں۔ میرے اس یقین کی دلیل سرچشمہ ہدایت قرآن کریم فرقان حمید کے وہ غیر مبہم اور واضح اعلانات ہیں جن مین اللہ تبارک وتعالیٰ کے باغی اقوام کے اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکامات سے سر تابی اور سر کشی کی روش کی انتہا پر پہنچ جانے کے بعد ان کے تنزل اور سر کوبی اور حق کے آنے اور باطل کے چلے جانے کی خبر دی گئی ہے۔

عالمی سطح پر اسلامی انقلاب کے قیام کے لئے تمام حجتوں کا اتمام ہو چکا ہے۔ طاغوت

فرض؟ اپنی عقل وفہم کی تمام صلاحیتیں آزما کر اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین کے مقابلے میں اپنی مرضی کے ان گنت نظام اور طریقے ایجاد کر کے انہیں تمام ممکنہ وسائل اور جباری قوتوں کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندوں پر نافذ کرنے کی کوشش کر چکے ہیں۔یہ تمام طور طریقے اور نظام بری طرح ناکام بھی ہو چکے ہیں اور پوری انسانیت ،انسان پر انسان کی حاکمیت کے ان ہتھکنڈوں سے بیزار بھی ہو چکی ہے۔۔۔۔۔۔پورا معاشرہ مجموعی اعتبار سے اخلاقی تنزل کی پستی کی اس اتھاہ گہرائیوں میں عملاً گر چکا ہے۔جہاں جنسی جنونیت کی تسکین کیلئے تمام الہامی اور عمومی اخلاقی حدود کو پھلانگ کر ایک انسان مبالغتاً نہیں اپنی ''کار گزاریوں'' کے حوالے سے یقیناً جانوروں سے بھی بر تر اور کم تر سطح تک پہنچ جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔عدل وانصاف کے تمام خود ساختہ پیمانے اور قوانین ،فطرت کے اٹل قوانین سے ٹکرا کر عبرتناک شکستگی کی صورت میں اپنی ناکامی کے مجسم ثبوت بن چکے ہیں۔وہ عدل وانصاف !جو ہر بار سوخ اور صاحب دولت واختیار کے گھر کی لونڈی اور ہر غریب وبے آسرا کیلئے ظلم وجبر کی دو دھاری تلوار سے کسی طرح کم نہیں۔وہ قوانین !جن کے محافظ اس کے دلال اور سوداگر بن کر گاہکوں کی تلاش میں سر گرداں پھر رہے ہوتے ہیں۔وہ پیمانے جو مختلف بالادست اور زیر دست طبقات کے مفادات اور مصلحتوں کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔۔۔۔۔انسانی کبر وغرور اور ظلم وزیادتی کی انتہا فرعون ونمرود کے دعویٰ الوہیت کو بھی پیچھے چھوڑ چکی ہے ۔انسان کے ہاتھوں انسانیت کی تذلیل کے دلخراش واقعات روزانہ کے معمول بن چکے ہیں۔انسان کو اپنے آگے جھکا دینے کے تمام انداز اور صورتیں آزمائی جا چکی ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق کو رزق فراہم کرنے یا ان پر رزق کے تمام دروازے بند کر دینے والے رزاقی اختیار کو اپنے ہاتھ میں لینے کے دعوے بر ملا کئے جا چکے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب کوئی حجت ایسی باقی نہیں رہی جو پوری ہونا باقی ہو زندگی کا کوئی ایسا شعبہ انسان کے نفسانی خواہشات اور عقل ناپختہ ونارسا کی کار فرمائیوں کی زد سے محفوظ وسلامت نہیں رہا ،جس کی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ کے علم جامع اور عقل کل پر مبنی رہنمائی کی ضرورت نہ

فرض؟ ہو۔۔۔انسانیت کے اقدار میں ایسا کوئی قدر نفسانی ،غلاظتوں کی آلودگیوں کے دستبرد سے منزا نہیں بچا، جو اسلام کے صالح اقدار سے استفادہ کا محتاج نہ ہو۔۔۔۔۔۔۔مروجہ تمام اللہ تعالیٰ بیزار اور خود ساختہ نظام ہائے زندگی اور طور طریقوں میں انسانیت کیلئے کوئی ایسی کشش ،سکون اور فلاح کی امید تک باقی نہیں رہی ،جو اسلامی انقلاب کو پوری دنیا میں برپا کر دینے کے راستے میں رکاوٹ ثابت ہو سکے۔

اب سوال صرف یہ ہے کہ وہ کون لوگ ہوں گے جو اس ممکنہ انقلاب کا ہراول دستہ اور سرخیل بنیں گے ؟اور وہ کون ساخطہ ہو گا جہاں سے اسلامی انقلاب کا یہ بگولہ اٹھ کر پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے گا؟۔۔۔۔۔بعض احادیث مبار کہ کی روشنی ،عالمی جغرافیائی تناظر اور ماضی قریب اور حال کے چند متعدد مشاہداتی اور تجرباتی خوشگوار حقائق کی بنیاد پر غالب امکان یہی ہے کہ انشاء اللہ اس اسلامی انقلاب کی قیادت وسیادت کی سعادت اس خطے کے نوجوانوں کے حصے میں آئے گی جس ملک کے فداکار وسرفروش مجاہد پوری دنیا کے ان ممالک کا دیوانہ وار رخ کر رہے ہیں جہاں باطل اور حق کی کشمکش کسی نہ کسی صورت میں جاری ہے ،اور پوری دنیا میں اسلامی انقلاب کے قیام کا مرکز ومحور وہ ملک بنے گا جو ملک نفاذ اسلام ہی کیلئے معرض وجود میں آیا تھا اور جس کے وجود کا جواز ہی قیام دین حق سے مشروط ہے ۔یعنی ۔۔۔۔۔پاکستان کے مجاہد نوجوان۔۔۔۔۔اور مملکت خداداد پاکستان۔۔۔۔۔۔!

اس ضمن میں انتہائی افسوسناک اور جگر کو پاش پاش کر دینے والی حقیقت ایک تو یہ ہے کہ پاکستان کی اس ستم رسیدہ قوم کو حصول پاکستان کیلئے دی جانے والی قربانیوں کی طرح آگ اور خون کے ایک اور دریا کو عبور کرنے کی قیامت سے گزر کر جانا ہو گا۔اور دوم یہ کہ پاکستان کی یہ قوم تاریخ کی ان چند بدقسمت اقوام میں سے ایک ہو گی جو ایک مرتبہ خاک وخون میں نہلائے جانے کے باوجود عروج وترقی کی منزل تک پہنچے بغیر ایک بار پھر تباہی وبربادی سے ہمکنار ہو گی اور یہ قوم ایک مرتبہ پھر انقلاب کی سرخ چادر سے ڈھانپی جائے گی ۔

کمال عروج پر پہنچے بغیر دوبارہ انقلاب سے ہمکنار ہونے والی یہ اذیت ناک صورت

فرض؟ حال نہ تو تاریخ کا جبر کہلائی جاسکتی ہے ، نہ ہی اسے مقدر کا لکھا سمجھ کر نظر انداز کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اسے قدرت کی ستم ظریفی کا عنوان دے کر صبر ورضا کے جذبے کے تحت دبایا جاسکتا ہے ۔ قیام پاکستان سے لیکر اب تک پاکستان اور اہل پاکستان جن جن مصائب و آلام سے دوچار ہوئے اور اس کے نتیجے میں آئندہ انہیں جن انقلابات اور تبدیلیوں کی صعوبتوں اور اذیتوں سے گزرنا ہو گا اس کی تمام تر ذمہ داری واضح طور پر عالمی استعمار کے حلقہ نشین ، مغرب کے دلال اور دولت واقتدار کے حرص وہوس میں مبتلا پاکستان کے ہر دور کے ان کو خود غرض اور منافق لیڈروں کے سر ہے جنہوں نے پاکستان کو اپنی حرص دولت واقتدار کا اکھاڑا بنا کر نفاذ اسلام کیلئے بہنے والے لاکھوں شہیدوں کے خون اور ماؤں بہنوں کی عصمتوں سے قصداً وعمداً غداری کی ۔۔۔۔۔۔ جو اپنی نفسانی خواہشات اور ذاتی مفادات کے حقیر اور ذلیل جذبوں کی تکمیل کی خاطر ، اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ملک میں اس کے نظام کے نفاذ کے وعدہ کو توڑدینے کے مرتکب ہوئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور جنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا جوئی کے حصول کے بجائے دنیا کی ''سپر پاورز'' کی رضامندی اپنے ملک وقوم اور دین اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا کر حاصل کرنے کی شرمناک کوشش کی ۔۔۔۔۔۔ ملک وقوم کی رہبری کا دعویٰ کرنے والے یہ لٹیرے ملک وقوم اور اسلام کے ساتھ غداری کے کھلے مجرم ہیں ۔ جنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ اپنے کئے گئے عہد کو توڑا ، جنہوں نے کروڑوں مسلمانوں کے نفاذ اسلام کی خواہشوں اور آرزوؤں کا خون کیا اور جنہوں نے لاکھوں شہیدوں کے خون اور ماؤں بہنوں کی عصمتوں سے علی الاعلان غداری کی ۔ ان کو ان کی اس غداری ، منافقت اور خود غرضی جیسے سنگین جرائم کی سزا ، انشاء اللہ آخرت میں تو مل کر ہی رہے گی ۔ قیام انقلاب کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کے سپاہی اس دنیا میں بھی انہیں عبرت کا نمونہ بنا دینے سے ہر گز گریز نہیں کریں گے ۔۔۔۔۔۔!

مجھے یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہو رہی ہے کہ اگر حصول پاکستان کا مقصد اور جواز ایک ایسے خطے کا حصول تھا جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندے اللہ تعالیٰ کے عطا

فرض؟ کردہ نظام کے تحت زندگی گزار سکیں تو پاکستان کا یہ خطہ ابھی تک اپنے وجود کا جواز فراہم کرنے میں ناکام رہاہے۔پاکستان کے حصول کی خاطر دی جانے والی بے شمار گراں قدر قربانیاں اور عصمتوں کے نذرانے اکارت گئے ہیں۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے کیا ہوا اس کے نظام کے نفاذ کا وعدہ کھلی منافقت اور دھوکے کی نذر ہوچکاہے۔میری نظر میں موجودہ پاکستان کی نظریاتی اور عملی حیثیت مندر کے اس حصے سے ذرہ برابر مختلف نہیں جو مندر میں دیوار کھڑی کرکے علیحدہ کردیا گیاہو اور جس کے اوپر مسجد کی تختی ٹکادی گئی ہو۔لیکن وہاں ایک اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرنے کی بجائے عملاً انہی بتوں کو پوجا جاتاہے جو دیوار کے اس پار تقسیم مندر سے پہلے بھی پوجے جاتے تھے اور اب بھی پوجے جاتے ہیں۔حصول پاکستان کیلئے خون کے دریا بہادینے سے پہلے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندے طاغوتی اور کافرانہ نظام کی چیرہ دستیوں کے شکار تھے اور جان ومال اور عزت آبرو کی قیمت چکادینے کے بعد بھی اس بدقسمت قوم کی گردن باطل اور لادینی نظام کے شکنجے میں مسلسل جکڑی ہوئی ہے ''آزادی'' سے پہلے بھی یہ مسلمان اسلام دشمن اقوام کے غلام تھے اور ''آزادی'' ملنے کے بعد بھی یہ ستم رسیدہ اور مفلوک الحال ملت انہی دنیاوی معبودوں کے زیر نگیں اور زیر تسلط زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔۔۔اسلامی مملکت کا خواب دیکھنے سے پہلے بھی عوام کی اکثریت زندگی کی بنیادی ضروریات سے محروم تھی اور اس خواب کی ''تعبیر'' پالینے کے بعد عوام کی یہ اکثریت نانِ شبینہ کی محتاج اوراستحصالی ہتھکنڈوں کا شکار ہے۔۔۔۔۔۔!

''آزادی'' سے قبل اور ''آزادی'' کے بعد کی اس یکساں صورت حال میں فرق صرف اتناہی ہے کہ آزادی سے پہلے طاغوتی نظام کے ظلم وجبر کی تلوار استحصالی ہتھکنڈوں کا کوڑا اور غلامی کی زنجیر عالمی استعمار کی براہ راست نگرانی میں استعمار کے ان مقامی کاسہ لیسوں اور نمک خواروں کے ہاتھ میں تھی جنہیں انگریزوں نے اپنی وفاداری کے صلے میں جاگیریں، منصب اور سرداریاں عطا کیں۔اور آج ''آزادی'' کے بعد انگریزوں کے وہی نمک خوار اور وفادار، جاگیر دار، منصب دار اور سردار طاغوتی اور عالمی استحصالی نظام کے تسلسل

فرض؟ کا ذریعہ، ملک و قوم کی قسمت کے مالک ہونے دعویدار اور جبر و تشدد کو اپنا دین ایمان سمجھنے والے فرعون و نمرود بنے بیٹھے ہیں۔

قرآن کریم کو صرف تبرک کے طور پر اپنے گھر میں رکھنے والے قرآن کی براہ راست ہدایت سے محروم پاکستانی مسلمانوں کی اکثریت، اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے اس پیغام ہدایت کو اپنے کسی عزیز کی طرف سے ارسال کردہ خط جتنی اہمیت بھی دیتے تو قرآن کی ہدایت کی یہ روشنی قیام پاکستان کے وقت ہی انہیں بتادیتی کہ حصول پاکستان کیلئے بے شمار قربانیاں دینے کے بدلے مقصد پاکستان کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے ؟ کن لوگوں کو اقتدار کی امانت سونپ کر اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ کئے گئے اس کے نظام کے نفاذ کے وعدے کو پورا کیا جاسکتا ہے ؟اور اسلام کے لبادہ میں ملبوس، بیرونی ایجنٹوں اور اپنے نفس کو اپنا الہٰ بنانے والوں کی منافقت کو پہچان کر ان کے ملک دشمن، قوم دشمن اور اسلام دشمن ہتھکنڈوں کو کیسے ناکام بنایا جاسکتا ہے ؟لیکن افسوس ! کہ نور ہدایت سے محرومی اس قوم غافل کی عاقبت نااندیشی اور نور بصیرت سے محرومی کا سبب بن گئی اور وہ بروقت احساس زیاں کے ادراک اور اس کے ازالے کی کوئی صورت اختیار کرنے کے قابل نہ رہی ۔ان تمام تر کوتاہیوں غفلت، عاقبت نااندیشی اور خرابی بسیار کے باوجود دیر آید درست آید کے مصداق یہ امر نہایت خوش آئند اور باعث اطمینان قلب ہے کہ نصف صدی کے اذیت ناک سفر، بلکہ بغیر منزل کے دائرے کی شکل میں جاری بے معنی سفر کے جسم کو لرزا دینے والے تلخ تجربات اور روح کو تڑپا دینے والے روح فرسا مشاہدات سے پاکستان کے عوام کی خاموش اکثریت یہ حقیقت بخوبی سمجھ چکی ہے کہ وہ پاکستان کی پوری تاریخ کے ہر دور میں ابن الوقتوں کے ہاتھوں اسلام کے نام پر کھلا دھوکہ کھاتے آرہے ہیں۔۔۔۔۔۔وہ اس حقیقت کا اعتراف کھلے بندوں کررہی ہے کہ جن لوگوں کو انہوں نے اپنا رہنما سمجھ کر اپنی لاشوں کی سیڑھی پر اقتدار کے ایوان تک پہنچایا وہ محض لاشوں کے بیوپاری، ملک و قوم کی دولت کے لٹیرے اور اقتدار کے بھوکے بھیڑیئے ثابت ہوئے۔۔۔۔۔۔وہ اس بات کو سمجھ چکی ہے کہ آزادی کے نام پر مرمٹنے والے ان کے آباؤاجداد کی قربانیاں اقتدار کے جنون میں مبتلا چند

فرض؟ خاندانوں کے ہوس اقتدار کے بت کے آستھان پر انسانی جانوں کی بھینٹ ثابت ہوئیں ۔۔۔۔وہ مسلسل آدھی صدی سے کئے جانے والے خوشنما وعدوں اور دعوؤں کے باوجود اپنے ننگے بدن، خالی پیٹ اور بیمار جسم سے اس نتیجے پر پہنچ چکی ہے کہ آزاد مملکت کی آزاد اور خود مختار قوم کا ''خواب''ملت کے غداروں اور مغرب کے وفاداروں کے ہاتھوں اسلام دشمن قوتوں کے پاس گروی رکھا جاچکا ہے۔۔۔۔۔۔۔ملک کے میر جعفر و میر صادق ملک کے وقار اور مستقبل کا سودا یہودی اور عالمی استعماری طاقتوں کے ساتھ طے کر چکے ہیں۔۔۔۔استعمار کے پرانے وفادار، سردار منصب دار اور جاگیر دار ملک و قوم پر مسلط ہو کر اور استعماری اور مغربی اسلام دشمن قوتوں کے آلہ کار بن کر اسلام کے ہر نقش کو مٹادینے کی روش پر گامزن ہو چکے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

پاکستان کے عوام کی یہ خاموش اکثریت تجربات و مشاہدات کے لگاتار لگنے والے بے رحم کوڑوں کی اذیت سے خواب غفلت سے ہڑبڑا کر بیدار ہو چکی ہے ان کے دل میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے باغی اس موجودہ باطل طاغوتی نظام ،اس کے کل پرزوں اور اس کے اصل دلالوں کیلئے نفرت و بیزاری کے سوا کچھ نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ جمہوریت کے انتخابی ڈرامے کے ذریعے اسلام کے نفاذ کے عقل و خرد سے بعید لایعنی شیطانی چکر سے نفرت کرنے لگے ہیں ۔۔۔۔۔۔ان کے دل میں موجودہ باطل فرسودہ نظام اور اس کے مداری نما لیڈروں کیلئے کوئی نرم گوشہ باقی نہیں رہا۔۔۔۔

احساس زیاں، بے چینی ،بے یقینی اور موجودہ نظام سے شدید نفرت کے یہ رویئے اور احساسات یقینا پاکستان کو اسلامی انقلاب سے ہمکنار کر دینے اور اس کے بعد پوری دنیا پر اسلامی انقلاب کا پرچم لہر دینے کیلئے پاکستان کے قائدانہ کردار کے تعین کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتے ہیں۔بے یقینی کی یہ موجودہ صوت حال اور مروجہ نظام کی غلاظتوں سے لوگوں کی بیزاری اور نفرت کے جذبات وہ موافق اور ساز گار حالات مہیا کرتے ہیں جس میں بوائی کیلئے تیار کی گئی زمین کے مثل انقلاب کے بیج با آسانی بوئے جاسکتے ہیں اور باطل کی شکست اور حق کی بالادستی کے لئے ہر قربانی کیلئے تیار سرفروش نوجوانوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے

فرض؟ انہیں اسلامی انقلاب کے ہراول دستے کی ذمہ داری سونپی
جاسکتی ہے۔

## اسلامی نظام ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہی کیوں؟

اصولی طور پر اس سوال کی وضاحت قیام انقلاب کے بعد توسیع انقلاب کے مرحلے کے وقت ان اقوام کے سامنے کی جانی چاہیے تھی جن کا تعلق دنیا کے مختلف مذاہب سے ہے اور جو ممالک اسلامی انقلاب کے محرکین کے وسعتِ انقلاب کے اگلے مرحلے کے اہداف ہوتے اور بجا طور پر یہ بات انتہائی ضروری ہوتی اور ضروری ہو گی کہ ان کو یہ سمجھایا جائے کہ ان کے ممالک میں پہلے سے مروج ادیان اور نظام ہائے زندگی کے مقابلے میں اسلامی انقلاب اور اس کے نتیجہ میں قائم ہونے والا اسلامی نظام ہی کیوں ضروری ہے اور مروجہ نظام اور اُدیان کے مقابلے میں اس کی اہمیت اور افادیت کیا ہے؟

اگر ذرا گہرائی میں جا کر سوچا جائے تو یہ بات انتہائی عجیب اور مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہے کہ جس امت کی زندگی کا مقصد ان کا فرض اور ذمہ داری ہی یہ تھی اور ہے کہ وہ پوری انسانیت کو رب العالمین کے آگے جھکادیں اور اپنے رب کے عطا کردہ نظام کو پوری دنیا کے چپے چپے پر قائم ونافذ کردینے کیلئے اپنی تمامتر صلاحیتیں، وسائل اور زندگیوں کو کھپادیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ فلاح ونجات کے آخری پیغام کو تمام انسانوں کی دہلیز تک پہنچادیں۔۔۔ خود ایسی امت اور اس کے افراد کو ''راز'' کی

فرض؟ یہ بات بتانا اور سمجھانا کہ اسلام کیا ہے یا اسلامی نظام ہی تمہاری فلاح ونجات کاذریعہ کیوں ہے اوراسلامی نظام کے مقابلے میں دیگر باطل نظام کیوں باعث شر وفساد ہیں۔۔۔۔بالکل ایسا ہی ہے بلکہ یہ صورت حال جذباتی لحاظ سے اس سے کئی گنا زیادہ اذیت ناک ہے کہ کسی انجینئر کو اپنے سامنے بٹھا کر اسے یہ باوراور یقین کرانے کی کوشش کی جائے کہ دیکھو تم ایک انجنیئر ہواورانجینئر نگ سے متعلق کام کرنا تمہاری منصبی ذمہ داری اور فرض ہے اسلئے تمہیں اپنے پیشے سے متعلق کام ہی کرنا چاہیے یا یہ کہ کوئی ڈاکٹر دکان پر کلینک کا بورڈاپنی ڈگریوں کی تفصیلات سمیت لگا کر دکان کے اندر گوشت بیچنے کا کاروبار شروع کردے اور چھری اور ترازوہاتھ میں لے کر گوشت تولنے اور بیچنے بیٹھ جائے تو اسے کوئی یہ سمجھائے کہ ڈاکٹر صاحب آپ کا یہ موجودہ کام آپ کے پیشے سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا اگر تم نے ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی ہے اور پھر دکان پر کلینک کا بورڈ بھی لگایا ہے تو تمہیں لوگوں کے علاج معالجے کا کام ہی کرنا چاہیے، جو تمہاری اصل منصبی ذمہ داری ہے یا کوئی شخص اپنے ہی گھر کا پورا نظام کسی اور کے کہنے کے مطابق چلانے پر بضد ہو اور کوئی ہمدرد اسے یہ سمجھا تا رہے کہ دیکھو یہ گھر آپ کا اپنا ہے۔اس میں موجود بیوی بچے اور گھر کا سارا سازوسامان آپ کا اپنا ہے تو غیرت وحمیت اور حق ملکیت کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے گھر کا نظام کسی اور کے تجویز کردہ طریقوں سے نہیں بلکہ اپنی صوابدید اور آزاد مرضی سے اپنے بیوی بچوں کے مفادات کے تقاضوں کے مطابق چلاؤ۔۔۔۔۔!

لیکن یہ مختلف ہم خیال اور مشترکہ مفادات رکھنے والی استحصالی اور طاغوتی قوتوں کی ستم ظریفیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ آج امت مسلمہ کا ہر فرد اپنے اصل مقصد زندگی کو فراموش کرکے رشتہ روح وبدن کو برقرار رکھنے کو ہی زندگی کا سب سے بڑا مقصد سمجھ بیٹھا ہے۔۔۔۔۔یہ انہی مغربی دلالوں کے دستور فرعونی اوراسلام دشمنی کی کارفرمائی ہے کہ آج ''مسلمانوں'' کی غالب اکثریت کلمہ طیبہ کے لفظی معنی سے تو بے خبر ہے لیکن کل کی ریلیز ہونے والی کسی انڈین فلم کے گانوں کے بول ان کے نابالغ بچوں کی زبان پر اس طرح رواں دواں ہیں کہ ان گانوں کے اصل گانے والے مراثی (ترقی یافتہ نام گلوکار) بھی سن

فرض؟ لیں تو حیرانی سے دانتوں کے نیچے انگلیاں دبالیں۔۔۔۔۔یہ وارث النبی ﷺ کہلانے پر سر فخر سے بلند کرنے والوں کی بے حسی کی دلیل ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے بھی محمد رسول اللہ ﷺ کی ''امت''طاغوتی نظام اور کفریہ قانون کے نفاذ پر راضی ہے ۔لیکن جنت الفردوس کی آرزواورامید رکھنے والے ''اللہ تبارک و تعالیٰ کے یہ بندے''اپنے رب کے دیئے گئے نظام صالح کی افادیت کے شعور سے بے بہرہ اوراس کے نفاذ کے حقیقی اہل اور مستحق افراد کی پہچان کے فہم وادارک سے محروم۔۔۔۔۔۔۔۔۔!

جب اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے ملک میں اس ملک کے حصول کیلئے جانوں کی قربانیاں دینے والوں کی اولاد اپنے ماتھوں پر اسلام کا لیبل لگا کر بھی سوشلزم ، کمیونزم، سیکولرازم اور نیشنلزم جیسے کفریہ نظام لانے اوراس کے استحکام کیلئے اپنے سینوں پر گولیاں کھانے کیلئے تیار ہوجائیں۔۔۔۔۔جب اسلام کے نام پر اپنی عصمتیں لٹادینے والیوں کے لخت جگر ،اسلامی نظام کی افادیت سے بے خبر اور باطل جمہوری نظام کی سحر انگیزیوں کے اسیر ہوجائیں۔۔۔۔جب پوری دنیا پر اسلام کا جھنڈا لہرادینے والے عمر بن خطاب، خالد بن ولید اور محمد بن قاسم کی اولاد لسانی، نسلی اور علاقائی بتوں کے پجاری بن کر ملت اسلامیہ کی وحدت کے قاتل بن جائیں۔۔۔۔۔۔جب مغرب کا کاسہ لیس، چاپلوس اور منافق ٹولہ حقیر ذاتی مفادات اور نفسانی خواہشات کو اپنا الٰہ بنا کر لادینیت کے ہتھیار سے اسلام کی ایک ایک قدر کو مٹادینے پر کمربستہ ہوجائے۔۔۔۔۔۔جب لوگوں کی کشتی پار لگادینے والا ناخدا غروب آفتاب کے سمندری نظارے میں محو ہو کر مسافروں بھری کشتی کو سمندر کے بیچ طوفانی موجوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دے۔اور جب پوری دنیا کی امامت کیلئے پیدا کی جانے والی امت یہود وہنود اور باطل وطاغوت کے پیچھے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہوجائے۔۔۔۔تو ایسی امت مرحومہ کو پوری دنیا کی امامت کا بھولا ہوا سبق پھر سے یاد دلانا اوراسے خون کو پہچان لینے کا شعور دینا یقینا وقت کی اہم ضرورت اور اولین ترجیح بن جاتی ہے اور بن جانی بھی چاہئے۔۔۔۔۔!

پاکستان میں اسلامی نظام ہی کیوں نافذ ہو۔۔۔۔۔؟باقی تمام نظام ہائے زندگی پر

فرض؟ لعنت بھیج کر اسلامی نظام کے نفاذ پر ہی کیوں اصرار کیا جائے ۔۔۔؟اور اسلامی نظام کیونکہ ہماری فلاح ونجات کا واحد ذریعہ ہے۔۔۔۔؟ان سوالات کے تشفی طلب جوابات کے سلسلے میں عقلی اور نقلی دلائل اور جواز کا ایک اچھا خاص انبار لگایا جاسکتا ہے۔قرآن وسنت کے حوالے سے بھی عقل ومنطق کی روسے بھی اور تجربات ومشاہدات کے تعلق سے بھی۔۔۔۔!لیکن یہاں اختصار کے پیش نظر صرف ایک مثال چند عقلی دلائل اور قرآن کریم کی چند آیات بینات کی روشنی میں ان پیش نظر سوالات کے جواب وجواز کو ثابت کرنے کی سعی کی جائے گی۔اس کوشش کے ساتھ کہ یہ جستجو اختصار کے باوجود ممکن حد تک جامع اور موضوع کے اثبات کے حوالے سے موثر ثابت ہو سکے

--------------

یہ ہمارا روزمرہ عام مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ جب ہم کوئی بھی چھوٹی یا بڑی مشین بازار سے خرید کر گھر لاتے ہیں وہ مشین اندرون ملک بنی ہوئی ہو یا وہ بیرون ملک کی ساختہ ہو، جب ہم اس مشین کی پیکنگ کھولتے ہیں تو مشین کے ساتھ ہی ایک کتابچہ رکھا ہوا نظر آتا ہے جو کیٹلاگ کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔دراصل یہ کیٹلاگ اس مشین کے بنانے والے تخلیق کاری کی ہدایات پر مشتمل ایک ہدایت نامہ ہوتا ہے جو اس مشین کی بنانے والی فیکٹری کے ذمہ دار اس مشین کو ٹھیک ٹھیک طریقے سے چلانے کیلئے نہایت ضروری اور لازمی سمجھتے ہیں۔اس کیٹلاگ میں تفصیل کے ساتھ درج ہوتا ہے کہ اس مشین کی بہترین کارکردگی کے حصول کیلئے اسے کس طریقے سے استعمال کیا جائے۔اس مشین کے ایک ایک پرزے کا اصل مقام کیا ہے اور اس کا ہر پرزہ مشین کی مجموعی کارکردگی میں کیا کردار ادا کرتا ہے۔ٹھیک طریقے سے چلانے کیلئے اسے کتنی وولٹیج فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔اس مشین کی مینٹینس کیلئے کن اصولوں پر عمل کیا جائے۔اگر مشین کی کارکردگی میں کوئی فرق واقع ہو جائے تو اس کی کارکردگی بحال کرنے کیلئے کیا کیا جائے اوا گر مشین میں کوئی خرابی پیدا ہو یا یہ بالکل ہی کام کرنا چھوڑ دے تو اس صورت میں یہ خرابی دور کرنے کیلئے اور مشین کو دوبارہ فعال بنانے کیلئے کونسا راستہ اختیار کیا جائے۔

فرض؟ یہ وہ تمام ہدایات ہیں جو مشین بنانے والے کی طرف سے اس مشین کی مجموعی کار کردگی کو برقارر رکھنے کیلئے اس کیٹلاگ میں درج ہوتی ہیں اور مشین کی بہتر کار کردگی اور اس کی کسی ممکنہ خرابی کو دور کرنے کا سوفیصد دارومدار ان ہدایات پر مکمل طور پر عمل پیرا ہونے پر ہی ہوتا ہے۔ ہم سب ان ہدایات پر آنکھیں بند کرکے اعتماد کرتے ہیں اور انہیں صحیح سمجھتے ہیں اور یہ ہمارا ایمان کی حد تک یقین ہوتا ہے کہ ان ہدایات پر عمل کرکے ہی اس مشین کو ٹھیک طریقے سے چلایا جاسکتا ہے، اس کی کار کردگی بحال رکھی جاسکتی ہے او اس میں پیدا ہونے والی کسی ممکنہ خرابی کو دور کیا جاسکتاہے۔ایسا کیوں ہے؟ہم ان ہدایات پر ایمان کی حد تک یقین کیوں کرتے ہیں۔۔۔۔؟ ہم ان ہدایات پر عمل پیرا ہونے کو ہی مشین کی بہتر کار کردگی کی ضمانت کیوں سمجھتے ہیں۔۔۔؟ہم نہایت اعتماد کے ساتھ ان ہدایات پر عمل کرنے کو مشین کی کسی خرابی کو دور کرنے کا واحد ذریعہ کیوں تصور کرتے ہیں۔۔۔؟یقیناًاس لئے۔۔۔۔۔۔ کہ یہ مشین جس انجینئر نے بنائی ہے۔۔۔۔۔!اسے جس شخص نے تخلیق کیا ہے۔۔۔۔!وہی اس کے چلانے کے اصول،اس کو درست حالت میں رکھنے کے سلیقے،اور اس کی کسی خرابی کو دور کردینے کے طریقے کو سب سے بہتر انداز میں سمجھ سکتا ہے اور بتا سکتا ہے۔۔۔ کیونکہ جس فرد کی قابلیت اس کی ذہانت اور اس کی باریک بینی کسی مشین کو عدم وجود سے وجود میں لانے کے قابل اور اہل ہے اس مشین کے بارے میں تجویز کردہ تمام ہدایات کے ضمن میں بھی اس فرد کی اسی قابلیت،ذہانت اور باریک بینی کی صداقت اور اہلیت پر اندھا اعتماد اور اعتبار کیا جانا عقل و منطق اور انصاف کے تمام تقاضوں کے عین مطابق ناگزیر،ضروری اور لازمی ہے۔۔۔۔۔۔

اب اگر اپنے آپ کو افلاطون سمجھنے والا کوئی شخص اٹھے اور اس کیٹلاگ کو اپنے پیروں تلے دبا کر یہ دعوی کرے کہ میں اس مشین کو اس مشین کے بنانے والے کے بتائے ہوئے ان طریقوں اور ہدایات کے بر خلاف اپنی سوچ اور عقل کے مطابق زیادہ بہتر طریقے سے چلا سکتا ہوں یا اس میں پیدا ہونے والی کسی خرابی کو زیادہ بہتر انداز میں درست کر سکتا ہوں تو ایسے شخص کے اس انداز فکر،طرز عمل اور دعوے کے بارے میں نرم سے نرم الفاظ میں جو

فرض؟ رائے قائم کی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ شخص اپنے اس دعوے میں سراسر جھوٹا اور اپنے طرز فکر و عمل کے حوالے سے نراپا گل اور فاترالعقل ہے اس لیے کہ یہ اس مشین سے متعلق اس کے بنانے والے شخص کی ہدایات اور طریقوں کو بیک جنبش قلم مسترد کر کے اپنی عقل و فہم کی بنیاد پر اسے بہت طریقے سے چلانے کا دعویٰ کر رہا ہے۔۔۔اور اس لئے کہ یہ شیخص اس مشین کے بارے میں اس کے تخلیق کرنے والے فرد سے علم ذہانت اور قابلیت میں برتری اور زیادہ اہلیت رکھنے کی غلط فہمی میں مبتلا ہے جو کہ یقینا خلاف عقل، خلاف واقعہ اور ناممکن امر ہے۔۔۔۔۔۔۔!!

وہی ہدایات مشین چلانے میں سب سے بہتر اور معاون ثابت ہو سکتی ہیں جو مشین بنانے والے نے تجویز کی ہیں۔۔۔۔۔وہی طریقے مشین کی مینٹینس اور بہتر کارکردگی کی ضمانت ہو سکتے ہیں جو اس مشین کو تخلیق کرنے والے نے بتائے ہیں۔۔۔۔۔اور وہی لائحہ عمل مشین کی کسی ممکنہ خرابی کو دور کرنے باعث بن سکتا ہے جس کی نشاندہی مشین کے موجد نے کی ہے۔۔۔۔!!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو تخلیق کیا،اسے عدم سے وجود میں لیکر آیا اور اس کو زندگی گزارنے کے طور طریقے اورہدایات قرآن کریم کی صورت میں ایک ''کیٹلاگ'' کے طور پر عطا کئے۔اللہ تعالیٰ اپنے اس تخلیق کردہ انسان کی عادات 'اس کی ضروریات اور اس کی جذباتی اور نفسیاتی کیفیات کو اچھی طرح جانتا اور سمجھتا ہے کیونکہ وہ اس کا بنانے والا اور پیدا کرنے والا ہے۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ اپنے اس انسان اور اس میں ودیعت کی گئیں تمام جذباتی کیفیات ،روحانی لوازمات اور جسمانی ضروریات اور تقاضوں سے بخوبی آگاہ ہے کیونکہ وہ اس بات پر مکمل قدرت اور کامل علم رکھنے والا ہے کہ یہ انسان ان جذباتی کیفیات روحانی تقاضوں اورضرورتوں سے ہم آہنگ اورمطابقت رکھنے والے کن طریقوں، کن اصولوں اور کن ضابطوں کے تحت دنیا کے اندر اپنی زندگی گزار سکتا ہے اور اپنی ان ضرورتوں اور تقاضوں کو کما حقہ پورا کر سکتا ہے۔۔۔۔۔ان کے آپس کے تعلقات کن خطوط پر استوار ہوں۔۔۔۔۔۔ان کی عائلی زندگی کے اصول کیا ہوں۔۔۔۔ان

فرض؟ کے معاشرتی اور سماجی معاملات کس طریقے سے چلیں۔۔۔ان کا معاشی شعبہ زندگی کن اصول و قواعد کا پابند ہو۔۔۔۔۔۔۔ان کا نظام اخلاق اور نظام تعلیم و تربیت کیا ہو۔۔۔۔۔خدا سے ان کے تعلق کی بنیادیں کیا ہوں۔۔۔ان کا قانون کیا ہو۔۔۔۔۔۔اور یہ کس نظام کے اندر رہتے ہوئے ریاستی امور اپنے حکومتی معاملات کو احسن طریقے سے چلائیں۔۔۔۔۔۔

یہ تمام باتیں۔۔۔۔۔انسان کی یہ تمام ضرورتیں اور تقاضے اس کے پیدا کرنے والے خالق کے علاوہ بھلا اور کون بہتر طور پر جان اور سمجھ سکتا ہے۔۔۔۔۔؟اور انسان کی ان ضرورتوں اور تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے ان کے خالق و مالک کے سوا بھلا اور کون ان کے لئے باعث فلاح و نجات نظام، بہترین اصول و ضوابط اور طور طریقے عطا کر سکتا ہے۔۔۔۔۔؟

اب اگر ایک انسان اٹھ کر یہ دعوی کردے کہ میں انسانوں کی نفسیات، جذبات اور ضروریات کو ان کے پیدا کرنے والے خالق سے بھی زیادہ بہتر انداز میں سمجھ سکتا ہوں۔ اور میں انسانوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے نظام کے مقابلے میں زیادہ کار آمد اور مفید نظام دینے کا اہل ہوں، تو یہ کوتاہ بین و کج فہم شخص! جنونی، پاگل اور فاتر العقل نہیں تو اور کیا ہے۔۔۔؟اس انسان کے اس دعویٰ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہمسری بلکہ اس سے بھی دو ہاتھ آگے جانے کی کوشش کے علاوہ اور کیا نام دیا جاسکتا ہے۔۔۔۔؟عقل کے اندھے اس شخص کے اس طرز فکر و عمل کو اپنے خالق و مالک سے کھلی بغاوت کی روش کے سوا اور کیا عنوان دیا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔؟

واضح رہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے تجویز کردہ اسلامی نظام کے بجائے کسی اور نظام کے نفاذ کی کوشش کرنے والے ان کوششوں میں ساتھ دینے والے اسلامی نظام کے علاوہ کسی اور نظام کو اپنی بھلائی اور خیر و فلاح کا نظام خیال کرنے والے، اس پر راضی رہنے والے اور کسی باطل اور طاغوتی نظام سے چھٹکارا پانے کیلئے جدوجہد نہ کرنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کے حق حاکمیت، حق خالقیت، حق ربوبیت اور حق الوہیت اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی بندگی کے تقاضوں کے کسی بھی معنی، مفہوم اور وضاحت کی رو سے وہ مسلمان ہو ہی نہیں سکتے

فرض؟ جو مسلمان اللہ تبارک وتعالیٰ کو مطلوب ہیں۔ایسا طرز فکر وعمل اللہ تبارک وتعالیٰ سے کھلی سرکشی اور بغاوت کے مترادف ہے۔بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے عطا کردہ اور تجویز کردہ اسلامی نظام کے برحق اور باعث فلاح ونجات ہونے میں ذرہ برابر شک کرنا بھی اپنے ایمان ویقین کو غارت وبرباد کردینے کا یقینی موجب ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ کے نظام کے مقابلے میں کسی اور نظام کو اپنا نظام تسلیم کرنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ کے نہیں اس نظام کے بنانے والے کے بندے اور غلام ہیں۔۔۔۔۔۔اللہ تبارک وتعالیٰ کے تجویز کردہ اسلامی نظام کے علاوہ کسی اور طاغوتی اور باطل نظام کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندوں پر جاری ونافذ کرنے کی جستجو!انسان کو اللہ تعالیٰ کی بندگی سے نکال کر اسے انسان کی بندگی میں دینے کی بدترین کوشش ہے۔

پاکستان کے وہ تمام راہنما جو اسلامی نظام کے علاوہ کسی بھی اور نظام کو پاکستان اور اس کے عوام کے مسائل کا حل اور روشن مستقبل کی ضمانت بتا کر اسے پاکستان کے مسلمانوں کے سر تھوپنے کی کوشش کرتے ہیں وہ پاکستانی قوم کے راہنما نہیں!ان کے دین وایمان پر دن دہاڑے ڈاکہ ڈالنے والے ڈاکو ہیں۔۔۔۔۔۔۔وہ ان کے روشن مستقبل کے معمار نہیں!ان کے مستقبل کو تاریک بنا دینے والے تخریب کار ہیں۔۔۔۔۔وہ ان کے خیر خواہ اور ہمدرد نہیں!مسیحا کے روپ میں ان کے قاتل اور جلاد ہیں۔۔۔۔۔اور جو مذہبی رہنما کسی بھی اللہ تعالیٰ بیزار نظام کے اندر رہتے ہوئے اور اسی نظام کے ذریعے اسلامی نظام کے نفاذ کی کوششوں میں سرگرم عمل ہیں وہ سراب کو حقیقت سمجھنے والے جمہوریت کے سحر زدہ دیوانے ،نیم کے درخت سے آم کی امید رکھنے والے خوش فہم اور سانپ کو چھڑی خیال کرنے والے طفلانہ سوچ کے حامل وہ کوتاہ بیں، کم حوصلہ اور عاقبت نااندیش لوگ ہیں جو مذہبی سوچ رکھنے والے افراد کو اپنے پیچھے لگا کر انہیں حق نما باطل کی اندھیری اور بند گلی میں بہت دور لے گئے ہیں۔۔۔۔۔! جنہوں نے باطل کے غلغلے ،ظاہری چمک دمک اور توپ وتفنگ سے مغلوب ومتاثر ہو کر اسلام کے مخلص سپاہیوں کو بھی حق وباطل میں تمیز کرنے کی صلاحیت سے محروم کرکے رکھ دیا ہے۔۔۔۔۔۔!اور جنہوں نے اہل اسلام کی توقعات پر پورا نہ اتر کر اسلامی

فرض؟ نظام کے نفاذ سے وابستہ ان کی آرزوؤں اور امیدوں کا خون کیا ہے۔۔۔۔۔۔!!

اسلامی انقلاب اور اس کے نتیجے میں نافذ ہونے والا اسلامی نظام ہی پاکستان اور اس کے عوام کے تمام مسائل کا واحد اور پائیدار حل اور ان کی نجات کا یقینی ذریعہ ہے۔۔۔۔۔۔اسلئے کہ پاکستان کے وجود کا جواز ہی اسلام کے نفاذ سے مشروط ہے۔۔۔۔۔۔۔اسلئے کہ اسلامی نظام کے نفاذ ہی کیلئے لاکھوں مسلمانوں کے جانوں کی قربانیوں کے بدلے اس خطہ زمین کا حصول ممکن ہوا۔۔۔۔اس لئے کہ یہاں مسلمان رہتے ہیں اور یہ ان کا سب سے اہم اور اولین فرض ہے کہ وہ اپنی زندگیاں اپنے رب کے عطا کردہ نظام کے مطابق گزاریں۔۔۔۔۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو اسلامی نظام کے علاوہ اور کوئی نظام منظور اور قبول نہیں۔۔۔۔۔۔اسلئے کہ اللہ کی حاکمیت، خالقیت اور ربوبیت کو تسلیم کرنے کا عملی ثبوت اس کے عطاء کردہ نظام کو اپنانے کے سوا اور کوئی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کے نظام کے آگے سر تسلیم خم کر دینا اس کی بندگی کی تکمیل کا ناگزیر تقاضا ہے۔۔۔۔۔۔اور اس لئے کہ اسلامی نظام کا قیام اللہ تعالیٰ کا حق۔۔۔۔۔! اس کا حکم۔۔۔۔۔!اور اس کی رضا کے حصول کا واحد ذریعہ ہے۔۔۔۔۔۔!!

اور یہ سب افسانوی، فرضی اور جذباتی تعلق کے جوش میں بلا سوچے سمجھے کہی جانے والی باتیں نہیں۔ ہمارے خالق و مالک کے ناقبل تغیر احکامات اور اٹل فیصلے ہیں۔

o۔۔۔اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے اسلام ہی کو ان کے دین کے طور پر پسند اور تجویز فرمایا۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام(آل عمران۔۱۹)

بے شک (قابل قبول) دین اللہ کے ہاں اسلام ہی ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ

وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً۔(مائدہ۔۳)

آج میں نے مکمل کر دیا تمہارے لئے تمہارا دین اور پورا

کیا تم پر اپنا احسان اور پسند کیا تمہارے لئے اسلام کو

فرض؟ (بطور) دین۔

o۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی محمد ﷺ کو اسی دین حق کو تمام باطل ادیان پر غالب کر دینے کی ذمہ داری سونپی باوجود اس کے کہ اللہ کے دین کو غالب کرنے کا یہ عمل باطل کے گماشتوں کو ہمیشہ ناپسند اور ناگوار ہی گزرتا ہے۔

هَوَ الَّذِیٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ وَ لَوۡ کَرِهَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ o (الصف۔ ۹)

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے کہ جس نے بھیجا رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ ظاہر ہو جائے (دین حق) تمام (باطل) ادیان پر۔۔۔۔اگرچہ یہ مشرکین کو ناگوار گزرتا ہے۔

o۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ کو یہ ہرگز گوارا نہیں کہ انسان دین اسلام کو اپنی مرضی کے تابع بنا کر اس میں اپنی خواہشات کے پیوند لگاتا پھرے۔ جو حکم اسے اپنی مصلحتوں اور مفادات، سے مطابقت رکھتا ہوا نظر آئے اس پر تو عمل کرے لیکن جن معاملات کے بارے میں قرآنی احکامات اسے اپنے مفادات اور خواہشات کی تکمیل کے راستے میں رکاوٹ نظر آئیں ان میں جان بوجھ کر دیگر خود ساختہ اور باطل ضابطوں اور طریقوں پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگی کو حق و باطل کے سنگم کا نمونہ بنا کر رکھ دے۔

اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡکِتٰبِ وَ تَکۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنۡ یَّفۡعَلُ ذٰلِکَ مِنۡکُمۡ اِلَّا خِزۡیٌ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ یُرَدُّوۡنَ اِلٰۤی اَشَدِّ الۡعَذَابِ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ o (البقرۃ۔ ۸۵)

تو کیا مانتے ہو کتاب قرآن کے بعض حصے کو اور بعض حصے سے انکار کرتے ہو۔۔۔ تو جو کوئی یہ کام کرتا ہے۔۔اسے دنیا کی اس زندگی میں رسوا کیا جائے گا اور

فرض؟ قیامت کے دن اسے سخت سے سخت عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے۔

وَلَا تَلْبِسُواالْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوالْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَo(البقرۃ۔۲۰۸)

اور مت ملاؤ حق کو باطل کے ساتھ اور نہ چھپاؤ حق کو جبکہ تم اچھی طرح جانتے ہو(کہ حق کیا ہے اور باطل کیا)

یَاایُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْاادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَاۤفَةً(البقرۃ۔۲۰۸)

اے لو گو!جو ایمان لائے ہو داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے کے پورے۔

o۔۔۔۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو دین اسلام کے علاوہ اور کوئی دین اور اس کے نتیجے میں قائم ہونے والا اور کوئی نظام قابل قبول نہیں۔

وَمَنْ یَبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُقْبَلَ مِنْهُ وَھُوَ فِی الاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَo(آل عمران۔۸۵)

اور جو اپنائے دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تو وہ اس سے ہر گز قبول نہ کیا جائے گا۔اور آخرت میں وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہو گا۔

o۔۔۔۔۔یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اس نے ہمیں زمین کے جس خطے کا اختیار عطا کیا ہے ہم اس خطے میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو فی الفور جاری وساری کر دیں۔اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کے مطابق یہاں اسلامی انقلاب کے ذریعے اسلامی نظام ہی کو قائم کر کے رہیں۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوْاالصَّلٰوةَ وَاٰتُواالزَّکٰوةَ

فرض؟ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ

وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ٥(الحج۔ ۴۱)

وہ لوگ کہ اگر ہم ان کو قدرت دیں زمین میں تو وہ

قائم کریں نماز اور دیں زکوٰۃ اور حکم کریں اچھے کاموں

کا اور منع کریں برائی سے اور اللہ ہی کے اختیار میں ہے ہر

کام کا انجام۔

٥۔۔۔۔ کسی ناگزیر چیز کی غیر موجودگی اس چیز کو عملی اور وجودی صورت دینے کا سب سے بڑا جواز ہے۔!

٥۔۔۔۔۔اسلام دنیا میں مغلوب ہونے کیلئے نہیں۔۔۔۔!غالب وبالادست کر دینے کیلئے بھیجا گیا ہے۔۔۔۔!!

٥۔۔۔۔امت مسلمہ دنیا کے خود ساختہ تھانیداروں کی جی حضوری کرنے کیلئے نہیں۔۔۔! پوری دنیا کی امامت کیلئے پیدا کی گئی ہے۔۔۔!!

فرض؟

## اسلامی انقلاب کے جذبے کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مرکز محور

کسی بھی انقلاب (چاہے وہ کسی بھی نوعیت اور مزاج کا ہو) کے پیچھے کوئی نہ کوئی محرک جذبہ ضرور کار فرما ہوتا ہے۔ کبھی یہ انقلاب مساوات اور برابری کی بنیاد پر برپا ہوئے تو کبھی بالادست قوتوں کے ظلم وجبر سے جان چھڑانے کا جذبہ ان انقلاب کو ابھارنے کا باعث بنا۔ کہیں ملک گیری وجہانگیری کی ہوس ان انقلابات کا پیش خیمہ ثابت ہوئی تو کہیں نسلی برتری کا احساس ان انقلابات کو مہمیز دینے کا بہانا بن گیا۔ کبھی ان انقلاب کے پیچھے روٹی کپڑے اور مکان کا نعرہ کار فرمار ہا تو کبھی عوام کی حاکمیت کا تصور انقلاب کے نام پر چند افراد کی حکمرانی کا وسیلہ بن گیا۔

کسی بھی انقلاب کا قیام اور اس کے استحکام جانی اور مالی قربانیوں کے بغیر ممکن نہیں اور معاشرے کے افراد کو ان جانی اور مالی قربانیوں پر آمادہ تیار کرنے کے لئے ان کی صلاحیتوں، وفاداریوں، وابستگیوں، عقیدتوں، خلوص اور توجہ کو ایک مرکز ومحور پر مرتکز کر دینا اور اس مرکز ومحور سے ان کے ان تمام کارگر جذبوں کی بنیادوں کو مضبوط اور ناقابل شکست بنادینا اس مقصد کے حصول کیلئے نہایت لازمی اور ضروری ہے۔ اور یہی وہ مرکز ومحور ہوتا ہے جس سے انقلابیوں کا اٹوٹ ذہنی، فکری اور جذباتی تعلق انقلاب کا محرک جذبہ پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔

دنیا کی تاریخ کے مختلف ادوار میں جو بھی انقلابات برپا ہوئے یا ماضی قریب میں کرہ ارض کے مختلف خطے جن انقلابات سے دوچار ہوئے ان کے محرک جذبے خالصتاً ذاتی اور محدود مفادات کے گرد گھومتے رہے۔ ان انقلابات کے مزاج اور مرکز ومحور کی نوعیت کے تجزیئے سے پتہ چلتا ہے کہ ان تمام انقلابات کو وسیع اور اعلیٰ مقاصد کی بجائے قومی برتری، ملک گیری، معاشی اور سماجی برابری، شخصیت پرستی، ظلم واستحصال سے گلوخلاصی اور بالادست طبقوں سے انتقام کے جذبات کو بنیاد بنا کر اُبھارا اور برپا کیا گیا۔۔۔۔۔اور یہی وجہ ہے کہ یہ انقلابات اندھے اور بے سمت طوفانوں کی شکل میں راہ اعتدال سے ہٹ کر افراط و تفریط بلکہ

فرض؟ ہمیشہ افراط ہی کے شکار رہے۔ معاشرے کے جو طبقے یا دنیا کی جو قومیں ان انقلابات کی اٹھان کے سبب بنے انہوں نے اپنے مخالف تمام دیگر طبقوں اور قوموں کے سروں کے مینار کھڑے کر دیئے۔ یہ انقلابی ہمیشہ اپنے علاوہ دیگر تمام طبقوں اور قوموں کے لئے استحصال اور ظلم وجبر کے طوفان ثابت ہوئے اور جن مفادات اور مقاصد کے حصول کیلئے انہوں نے یہ انقلابات برپا کئے یہ انقلابی دیگر طبقوں اور قوموں کو انہی مفادات اور مقاصد سے یکسر محروم کر دینے کا سبب بن گئے۔

اسلام، اسلامی انقلاب کیلئے دنیا کی تاریخ کا وہ منفرد و یگانہ نظریہ پیش کرتا ہے جو اپنے انفرادی اور عظیم تر مرکز محرکہ کی وجہ سے انتہائی اعلیٰ، خود غرضی پر مبنی مفادات سے پاک، ذاتی خواہشات اور انتقام کے جذبوں کی آلودگیوں سے منزا اور بلند تر مقاصد صالحہ کو اسلامی انقلاب کی بنیاد بنانے کا سبب بنتا ہے۔ اسلامی انقلاب کیلئے مالی اور جانی قربانیوں کی اہمیت اور ضرورت اور اس ضرورت کے حصول کیلئے عقیدتوں، وفاداریوں، وابستگیوں، خلوص اور توجہ کے ایک مرکز و محور پر مرتکز کر دینے کا عمل بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ دیگر انقلابات کا لازمہ ہوا کرتا ہے لیکن جو چیز اسلامی انقلاب کو دیگر انقلابات سے مقاصد، رویوں اور بنیادی فکر کے حوالے سے یکسر ممتاز اور منفرد بناتا ہے وہ یہی مرکز و محور یا مرکز محرکہ ہی ہے جس پر تمام تر انسانی کارگر جذبے مرتکز ہو کر انقلاب برپا کرنے کیلئے فعال قوت اور طاقت فراہم کرنے کا سبب بنتا ہے اور اسلام کے نزدیک تمام اعلیٰ انسانی جذبوں اور کارگر قوتوں کا یہ مرکز و محور اور بنیاد اللہ کی

وحدانیت ہے۔

جس کلمے کو دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی بنیاد بنایا جاتا ہے اس کلمے کی روح اور مفہوم کا لازمی نتیجہ ہی یہ ہوتا ہے کہ ایک مسلمان دنیا کی تمام دوسری برتر قوتوں اور سپر پاورز کا یکسر انکار اور نفی کر کے اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی سب سے بالا تر قوت تسلیم کر لے اور اسے ہی اپنی تمام تر وفاداریوں، وابستگیوں، خلوص، عقیدت اور تعلق کا مرکز و محور بنادے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کے ساتھ ان جذبوں کا تعلق اور رشتہ جتنا خالص، مالی اور

فرض؟ ہر قسم کی قربانی دینے کی تڑپ اور آرزو بھی اسی تناسب سے شدید ہو گی۔

ایک مسلمان کے ایمان کی بنیاد اس عقیدہ پر استوار ہوتی ہے کہ اس کا خالق مالک اور پالنے والا اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کے سوا اور کوئی نہیں۔۔۔۔۔۔اس کی حاجتوں کو پورا کرنے والا اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔۔۔۔۔۔عزت وذلت دینے والا اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔۔۔۔۔۔روزی دینے والا اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔زندگی اور موت دینے والا اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔مدد ونصرت کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔۔۔۔۔۔دولت اور طاقت دینے والا اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔۔۔۔اللہ تبارک تعالیٰ کے سوا اور کوئی اس قابل نہیں جس سے ڈراجائے۔۔۔۔۔۔۔اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا اور کوئی اس قابل نہیں جس سے مانگا جائے۔۔۔۔۔۔اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی اس قابل نہیں جس کے سامنے جھکا جائے۔۔۔۔۔۔۔اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا اور کوئی اس قابل ہی نہیں جس کی عزت وتکریم کی جائے۔۔۔۔۔۔اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا اور کوئی اس قابل نہیں جس کو راضی کیا جائے۔۔۔۔۔اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا اور کوئی اس قابل نہیں جس کے قانون کو تسلیم کیا جائے۔۔۔۔۔اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا اور کوئی اس قابل نہیں جس کے نظام کو اپنے اوپر نافذ کر جائے۔۔۔۔۔ خالق بھی وہی رازق بھی وہی۔۔۔۔۔مالک بھی وہی ۔۔۔۔مالک بھی وہی حاکم بھی وہی۔۔۔۔۔ معبود بھی وہی مسجود بھی وہی۔۔۔۔۔ قہار بھی وہی غفار بھی وہی۔۔۔۔۔۔علام الغیوب بھی وہی اور ستار العیوب بھی وہی۔

عقیدے کی یہی بنیادیں اور سوچ کے یہی زاویے انسان کی تمام تر وفاداریوں ،وابستگیوں،عقیدتوں،جذبوں اور صلاحیتوں کے رخ کو پوری قوت کے ساتھ دنیا کی ہر بالا تر قوت،ہر محبوب وعزیز ہستی،ذاتی مفادات اور نفسانی خواہشات کے بتوں کی طرف سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت کے مرکز ومحور کی جانب موڑ دینے کا سبب بنتے ہیں۔ہر مسلمان کی زندگی کا واحد مقصد اپنے رب کو راضی کرنا اور اس کی رضامندی کے حصول کیلئے اس

فرض؟ کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا ٹھہر تا ہے وہ اپنے رب کو ہی اپنا مدد گار اور حامی و ناصر سمجھتا ہے اور دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی اسے دبانے یا ڈرانے میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ وہ اپنے خالق کے عطا کردہ قانون اور نظام ہی کو انسانیت کیلئے سب سے بہتر اور فلاح و نجات کا باعث نظام سمجھتا ہے اور پوری دنیا کے انسانوں کو اس نظام و قانون کے ثمرات سے مستفید کرنے اور انہیں اخروی نجات سے ہمکنار کرنے کیلئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو کام میں لا کر دنیا کے چپے چپے پر اس نظام کو نافذ کر دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے ہاتھ کسی اور کے سامنے نہیں صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے پھیلتے ہیں اور عزت کا معیار اس کے نزدیک دنیا کی دولت وثروت نہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں اس کا مقام و مرتبہ ہوتا ہے۔ اس کی گردن کسی اور کے سامنے نہیں صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکتی ہے۔ اور انسان کو انسان کا غلام بنادینے والے سارے نظام اور ضابطے اس کے قہر و غضب کا نشانہ بنتے ہیں۔ وہ صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی حاکمیت کو تسلیم کرتا ہے اور حکمرانی کی دعویدار دیگر تمام قوتوں سے بغاوت و بیزاری کے اعلان کو وہ اپنے ایمان کا حصہ سمجھتا ہے۔

ہر مسلمان اس عقیدے اور سوچ کی بنیاد پر ایک انقلابی ہوتا ہے اور یہ اس عقیدے کا ایک لازمی اور منطقی نتیجہ ہے کہ اس کو اپنانے والا تمام دنیاوی ''سپر پاورز'' طاغوتی قوتوں اور ان کے ایجنٹوں سے یکسر بے پرواہ اور بے خوف ہو کر صرف رب کائنات کے دین کے جھنڈے کو پوری دنیا کے چپے چپے پر لہرادے۔ اگر اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا کوئی فرد ان انقلابی صفات، خوبیوں اور جذبوں سے بے بہرہ و تہی دامن ہے تو وہ یقیناً اپنے دعویٰ مسلمانی میں جھوٹا اور باطل ہے ایک مسلمان اپنے مرکز و محور سے تعلق کی نوعیت کی بنیاد پر کم یا زیادہ انقلابی تو ہو سکتا ہے ان انقلابی صفات اور لوازم سے یکسر محروم ہر گز نہیں ہو سکتا۔

دنیا کے دیگر نظریات اور جذبہ ہائے محرکہ کی بنیاد پر برپا کئے جانے والے انقلابات اور اسلامی انقلاب میں بنیادی اور نمایاں فرق یہ ہے کہ دیگر تمام انقلابات خالصتاً ذاتی اور محدود مفادات اور خواہشات کو جذبہ محرکہ کی بنیاد بنا کر برپا کئے جاتے ہیں۔ اور ان انقلابات کے محرک بننے والے طبقے معاشرے کے دیگر طبقات اور اقوام پر استحصال، زیادتی اور ظلم و جبر کے

فرض؟ دروازے کھول دینے کا سبب بن جاتے ہیں۔ جبکہ اسلامی انقلاب اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت کو مرکز ومحور بنا کر پوری انسانیت کی بھلائی اور فلاح ونجات کے اعلیٰ وارفع مقصد کو سامنے رکھ کر قائم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہاں ذاتی مفادات اور نفسانی خواہشات کے حصول وتسکین کا محدود اور سطحی مقصد پیش نظر نہیں ہوتا۔ بلکہ پوری انسانیت کو انسانوں کے جبر واستبداد اور استحصال پر مبنی غلامی سے نجات دلا کر اسے حکمرانی کے اصل حقدار کے عقل کل کی بنیاد پر تجویز کردہ صالح نظام کے تابع کرنا مقصود ہوتا ہے۔ دیگر تمام لادینی انقلابات اپنے ناقص، محدود اور کمزور مرکز ومحور کی وجہ سے بہت جلد ٹوٹ پھوٹ اور انتشار کا شکار ہو کر زوال سے دوچار ہو جاتے ہیں جبکہ اسلامی انقلاب کے مرکز ومحور کا اعجاز یہ ہے کہ یہ اپنی حیرت انگیز کشش، قوت اور برتر حیثیت کی وجہ سے ازل سے قائم ودائم ہے اور ابد تک مضبوط ومستحکم رہے گا۔

یہاں یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے اور کیا جاتا رہا ہے کہ دیگر انقلابات کی طرح اسلامی انقلاب بھی امتداد زمانہ کا شکار ہو کر شکست وزوال سے دوچار ہوتے رہے ہیں۔ تو اس اعتراض کا واضح اور دوٹوک جواب یہ ہے کہ دیگر انقلابات اپنے پیش نظر ناقص نظریات ، محدود مفادات اور مرکز ومحور کے سراسر غلط تعین کی وجہ سے زوال وناکامی سے دوچار ہوئے اور انشاءاللہ ہوتے رہیں گے۔ جبکہ اس حوالے سے اسلامی انقلاب کا معاملہ بالکل الگ اور مختلف ہے۔ اسلامی انقلاب کی ''ناکامی'' اس کی بنیاد بننے والے اسلامی نظام کا (انسانوں کے بنائے گئے نظام اور نظریوں کی طرح) ناقص وفرسودہ ہونا ہرگز نہیں۔ اور نہ ہی اسلامی انقلاب کا زوال اسلامی انقلاب کا باعث بننے والے مرکز ومحور کی کمزوری کمتر حیثیت اور کشش کی کمی کے سبب سے ہے۔ جس کیفیت کو ہمیشہ اسلامی انقلاب کی ناکامی اور زوال کا نام دے کر اسلامی نظام کو ناقص وفرسودہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کیفیت کی اصل وجہ مسلمانوں کی مسلمانی کا اپنا اختیار کیا ہوا وہ ناقص معیار ہوتا ہے جس کا اسلام کے مقرر کئے ہوئے اصل معیار مسلمانی سے کوئی نسبت وتعلق نہیں ہوتا اور اس ناقص اور خود ساختہ معیار ہی کا سبب ہوتا ہے کہ ان مسلمانوں کی عقیدتوں ، وفاداریوں ، وابستگیوں ، خلوص اور توجہ کا

فرض؟ اسلامی انقلاب کے مرکز و محور کے ساتھ وہ مضبوط اور ناقابل شکست تعلق قائم نہیں ہو پاتا جو تعلق اسلامی انقلاب کی کامیابی، استحکام اور تسلسل کیلئے ضروری ہوتا ہے۔اس حقیقت کے پیش نظر اس کیفیت کو مسلمانوں کی پستی ،بے عملی اور اسلام سے ان کے تعلق کی کمزوری یا لا تعلقی تو ضرور کہا جاسکتا ہے اسے اسلامی نظام زندگی کے نظریئے کے ناقص ہونے اور انقلاب کے مرکز و محور کی کمزوری کے عنوان سے اسلامی انقلاب کی ناکامی اور زوال کا نام ہر گز نہیں دیا جا سکتا ہے۔اس کیفیت کو سونے کے ناقص ہونے پر تو محمول کیا جاسکتا ہے اسے سونے کے معیار کو پرکھنے والی کسوٹی کو بے کار کہہ دینے کا بہانہ نہیں بنایا جا سکتا۔ کہ اسلامی انقلاب کا مرکز و محور کائنات کی وہ برتر اور عظیم ہستی ہے جس نے تمام کائنات کو اپنے علم و قدرت کے ذریعے تخلیق کیا اور اسلامی نظام اس ہستی کا تجویز کردہ نظام ہے جس کے عقل کل مالک کل اور خالق کل ہونے میں ذرہ برابر شک کرنا بھی ایمان ویقین کی دولت سے ہاتھ دھو لینے کا سبب بن جاتا ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ اسلامی انقلاب کا خواب اس وقت تک شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا جب تک انقلاب لانے والے انقلابیوں کی وفاداریاں ،وابستگیاں ،عقیدت ،خلوص اور توجہ تمام تر شدتوں کے ساتھ انقلاب کے مرکز و محور سے مضبوطی کے ساتھ وابستہ ہو کر ان میں اس مقصد کیلئے جانی ،مالی اور ہر قسم کی قربانی کا جذبہ اور تڑپ پیدا نہیں کر دیتے ۔اللہ کی وحدانیت پر ایک انقلابی کا ایمان ویقین جس حد تک کامل اور خالص ہو گا،اس مرکز و محور تعلق کی بنیادیں جتنی پائدار اور ناقابل شکست ہوں گی قربانی دینے کا جذبہ اسی قدر والہانہ اور قوی تر ہو گا اور اس کے نتیجے میں انقلاب کی جدوجہد اتنی ہی مکمل اور پائیدار بنیادوں پر آگے بڑھائی جا سکے گی۔اور انقلاب کے اس مرکز و محور سے ہمارے تعلق کی بنیادیں جتنی کمزور اور ڈھیلی ہوں گی ہمارے خلوص ،وفاداریوں ،وابستگیوں ،عقیدتوں اور توجہ کا ارتکاز مرکز و محور پر جتنا کمزور اور ناقص ہو گا، باطل کے مقابلے میں ہماری جدوجہد اسی تناسب سے قربانیوں سے خالی اور ناکامی و نامرادی سے دوچار ہو گی۔انتشار اور پستی ہماری پہچان اور تباہی و بربادی ہمارا مقدر ہو گی۔

فرض؟ عزت، دولت، رزق اور دیگر ضروریات زندگی کو پورا کرنے کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا دوسروں سے طمع اور امید کی سوچ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس وحدانیت کے تقاضوں پر یقین کامل میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی اور طاقت کی عزت وتکریم اس سے وفاداری اور اس سے خوف کھانے کا جذبہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کی بنیادوں کو کمزور کر دینے کا سبب بن جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا حق حاکمیت، حق ربوبیت اور حق الوہیت میں کسی اور کو شریک کرنے کی بیماری منافقت اور شرک کی صورت میں ایمان ویقین کی دولت کے لٹ جانے کا سبب بن کر اسلامی انقلاب کیلئے قائم پورے تنظیمی ڈھانچے کو دھڑام سے گرا دینے کا موجب بن جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

یہ تمام ناقص رویئے اور باطل عقائد اس بنیادی فکری، ذہنی اور نفسیاتی بگاڑ اور کج روی کی وہ مختلف صورتیں ہیں جو وفاداری، وابستگی، خلوص، عقیدت اور توجہ کے جذبوں کو منتشر کر کے کئی خود ساختہ خانوں میں تقسیم کر دینے کا سبب بنتے ہیں اور ان اعلیٰ انسانی جذبوں کے انتشار اور تقسیم در تقسیم کا یہ عمل منطقی طور پر اسلامی انقلاب کے مرکزو محور کے ساتھ تعلق کی کمزوری اور بالاخر اس تعلق اور وابستگی کے خاتمے کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔ جس کے بعد نہ تو اسلامی انقلاب برپا کر دینے کی تڑپ پیدا ہو سکتی ہے اور نہ اس مقصد کے حصول کیلئے قربانیوں کے ایک طویل سلسلے کو برقرار رکھنے جذبوں کو مہمیز دینے کی کوئی صورت باقی رہتی ہے۔

ملت اسلامیہ کی موجودہ ابتری، بے حسی اور بستی کی کیفیت عقائد اور رویوں کی اسی بگاڑ اور وفاداریوں، وابستگیوں، عقیدتوں، خلوص اور توجہ کے اسی انتشار اور تقسیم کے عمل کا نتیجہ اور اپنے مرکزو محور سے کمزور تعلق بلکہ لاتعلقی کا سبب ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ اسلامی انقلاب کے ذریعے اسلامی نظام کے ثمرات اور خوشگوار اثرات سے پوری دنیا کا نقشہ بدل کر رکھ دیں تو ہمیں سب سے پہلے ایسے انقلابی تیار کرنے ہوں گے جن کے اسلامی انقلاب کے مرکزو محور سے تعلق کی بنیادیں عقیدہ توحید کے تمام تر تقاضوں کے مطابق اخلاص، وفاداری اور

فرض؟ عقیدت کے مضبوط اور اٹوٹ جذبوں کے ذریعے استوار ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ان کی وفاداری، وابستگی اخلاص اور عقیدت کے جذبے ناقابل تقسیم، یکسو اور ناقابل شکست ہوں۔۔۔۔۔۔اپنے اللہ سے ان کا تعلق دیگر بالادست قوتوں کے خوف، ڈار اور طمع ولالچ کے بزدلانہ جذبوں سے آلودہ اور شکستہ نہ ہو۔۔۔۔۔۔اور ان کے دل ودماغ تمام باطل نظام ہائے زندگی کی ظاہری چمک دمک اور جعلی رعب ودبدبے کے غیرت کش اثرات سے یکسر پاک ہوں۔

اس انتہائی بنیادی اور لازمی تقاضے کو نظرانداز کر کے جلد بازی اور کوتاہ بینی کے ساتھ جذباتی انداز میں اسلامی انقلاب کے قیام کیلئے اٹھائے جانے والے کسی بھی قدم کا ناکامی سے دوچار ہونا یقینی تو ہے ہی ایسا کرنا خود ان انقلابیوں کیلئے بھی کسی بے وقت کی قیامت سے کسی طرح کم نہ ہو گا جو بغیر کسی ذہنی تربیت اور عقیدہ کے اصلاح کے انقلاب کی آگ میں آنکھیں بند کر کے دھکیلے جائیں گے۔

ایسے افراد کی مثال ریت کے ان منتشر ذروں سے ذرہ برابر مختلف نہ ہو گی جن کو بنیاد بنا کر ایک بلند وبالا عمارت کی تعمیر کی خلاف عقل منصوبہ بندی کی گئی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ایسے افراد اس منتشر اور غیر منظم ہجوم کی مانند ہوں گے جو وقتی اور جذباتی ہیجان کے تحت کسی بگاڑ کا باعث تو بن سکتے ہیں کسی اصلاح تعمیر اور مثبت تبدیلی کا سبب ہر گز نہیں۔

لیکن اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ جو فرد انقلاب لانے والے انقلابیوں کی صف میں شامل ہونا چاہے، انقلابیوں کا کمانڈر اس سے عقیدے کے دانت دکھانے پر اصرار کرنے لگے اور دیکھنے کے بعد اگر اس فرد کے عقیدے کے یہ دانت نظر نہ آئیں یا وہ مطلوبہ معیار کے مطابق نہ ہوں تو اسے مسترد کر کے انقلابیوں کی صفوں میں شامل ہونے سے منع کر دے، نہیں ایسا نہیں ہے، معاشرے کا ہر وہ فرد جو موجودہ نظام کے مکمل خاتمے اور اسلامی انقلاب کے قیام کے دو نکاتی فارمولے پر متفق ہو اور اس مقصد کے حصول کیلئے ایک فعال کردار بھی ادا کرنا چاہتا ہو، اسے انتہائی عزت و تکریم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سپاہیوں کی صفوں میں جگہ دی

فرض؟ جائے اور اس کے بعد انتہائی حکمت اور توجہ کے ساتھ اسے قرآنی تعلیم وتربیت کے مرحلے سے گزارا جائے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے تعلق کی بنیادوں میں اگر کہیں کوئی نقص کمی اور خلاموجود ہے تو ایک مسلسل اور موثر فکری عمل کے ذریعے اس کی اس کمی نقص اور تشنگی کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔اللہ تعالیٰ سے اس کے تعلق کی بنیادوں کو مضبوط اور ناقابل شکست بنا کر اسے صحیح معنوں میں ایک اسلامی انقلابی بنا دیا جائے۔۔۔۔۔اسے اللہ تعالیٰ، رسول ﷺ اور اسلام کا وفادار اور باطل و طاغوت پر گرنے والی برق آسمانی کے مثل بنا دیا جائے۔۔۔۔۔۔اسے اپنوں کیلئے اپنائیت اور ہمدردی کے جذبات رکھنے والا اور خدا کے دشمنوں سے نفرت کرنے والا بنا دیا جائے۔۔۔۔۔اس کی وفاداری، عقیدت، وابستگی اور خلوص کے جذبوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے سانچے میں ڈال کر اسے انقلابی جماعت کے ڈھانچے کی ایک فولادی اینٹ بنا دیا جائے۔۔۔۔۔۔اسے خودی ،حمیت، غیرت اور جرات کی آنچ دے کر اسلام کی ننگی تلوار بنا دیا جائے۔۔۔۔۔۔۔۔اور جہادوشہادت کا، خون کو گرمادینے والا سبق دے کر اسے اسلام کیلئے اپنی جان پر کھیل جانے والا جانثار اور سرفروش مجاہد بنادیا جائے۔۔۔۔۔۔!!!

تاکہ

o۔۔۔۔۔۔۔۔ اللہ کے صالح نظام کے قیام کیلئے اللہ تعالیٰ کو مطلوب اسلامی انقلابیوں کی جماعت تشکیل دی جاسکے۔۔۔۔۔!

o۔۔۔۔۔۔۔باطل کے کبر وغرور کو خاک میں ملانے کیلئے فولادی عزائم سے لیس ناقابل شکست قوت فراہم کی جاسکے۔۔۔!!

o۔۔۔۔۔۔اور اللہ کے باغیوں سے نتیجہ خیز کشمکش کیلئے آخری معرکے کی تیاری کی جاسکے۔۔۔۔!!

اسلامی انقلاب برپا کرنے کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت کو ہی مرکز ومحور بنانا کیوں ضروری ہے۔۔۔۔۔؟اس مقصد کیلئے اس مرکز ومحور سے تعلق کی تمام بنیادیں استوار کرنے کے تقاضے کیا ہیں۔۔۔۔۔؟اور اپنی وفاداریوں، وابستگیوں اور عقیدتوں کو تمام

فرض؟ تر یکسوئی اور توجہ کے ساتھ اس مر کز و محور ہی سے وابستہ کر دینے کی حکمت و مصلحت کیا ہے۔۔۔۔؟ اگر ان تمام باتوں کو قرآن کی زبان میں سمجھنا مقصود ہو تو مختلف قرآنی آیات کی اس درج ذیل ترتیب سے یہ بات بالکل صاف اور ٹھیک طریقے سے سمجھ میں آجائے گی۔

o۔۔۔۔۔۔۔۔۔اللہ ہی ہم کو عدم سے وجود میں لے کر آیا۔ وہی ہمارا اور تمام کائنات کا خالق و مالک اور رب ہے۔ ہم اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ ہم اسی کے سامنے جوابدہ ہوں گے اور کوئی طاقت ایسی نہیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی گرفت سے چھڑا سکے۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ (البقرۃ۔۲۸)

کیسے انکار کرتے ہو اللہ سے حالانکہ تم بے جان تھے۔ پھر زندہ کیا تم کو۔ پھر تمہیں موت دے گا۔ پھر زندہ کرے گا تم کو۔ پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُo (البقرۃ۔۱۶۳)

اور معبود تم سب کا ایک ہی معبود ہے۔ کوئی معبود نہیں اسکے سوا بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌo (مائدہ۔۱۷)

اور اللہ ہی کیلئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اور جو کچھ اس کے درمیان ہے پیدا کرتا ہے جو چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَo (اعراف۔۶)

فرض؟

سو ہم ضرور (قیامت کے دن اعمال کے بارے میں) سوال کریں گے ان لوگوں سے جن کے پاس رسول بھیجے گئے تھے اور ہم ضرور سوال کریں گے رسولوں سے بھی۔

وَمَا کَانَ لَهُمْ مِنَ اللّٰہِ مِنْ وَّاقٍ o (المومن۔ ۲۱)

اور نہ ہوا ان کو اللہ تعالیٰ سے کوئی بچانے والا۔

o۔۔۔۔۔۔عزت و دولت دینے والا، اقتدار و بادشاہت دینے والا اور اس سے محروم کر دینے والا صرف ایک اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی سپر طاقت ایسی نہیں جو عزت و اقتدار دے سکے یا لے سکے۔۔۔!

قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّن تَشَآءُ وَتُعِزُ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرَ اِنَّکَ عَلیٰ کُلِّ شَئی قَدِیرٍ o (آل عمران۔۲۶)

تو کہہ دے یا اللہ تعالیٰ اے سلطنت کے مالک! تو جس کو چاہے سلطنت دے دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے دے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے۔ سب خوبی تیرے ہاتھ میں ہے۔ اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّۃَ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا o (النساء۔ ۱۳۹)

وہ لوگ جو بناتے ہیں کافروں کو اپنا رفیق مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا وہ ڈھونڈتے ہیں ان کے پاس عزت (پس

فرض؟ واضح رہے) کہ ساری کی ساری عزت

اللہ ہی کے پاس ہے۔

o۔۔۔۔وہی دعائیں قبول کرتا ہے اور اپنے بندوں کی مدد ونصرت کرتا ہے لہذا اسی سے اپنی حاجات پوری کرنے کی دعا مانگو اور اسی سے مدد ونصرت کی طمع رکھو کسی اور کے سامنے تمہاری جھولی نہ پھیلے اور نہ مدد وتعاون کیلئے تمہاری نگاہیں کسی اور جانب اٹھیں۔

يَا يُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِىُّ الْحَمِيْدُo(فاطر۔۱۵)

اے لوگو!تم سب محتاج ہو اللہ تعالیٰ کی طرف اور اللہ تعالیٰ وہی ہے جو غنی ہے سب تعریفوں والا۔

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِىْ يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَo(آل عمران۔۱۶۰)

اور اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہ ہو سکے گا اور اگر مدد نہ کرے تمہاری تو پھر ایسا کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کر سکے اور مومنوں کو صرف اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِىْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ(المومن ۶۰)

اور کہتا ہے تمہارا رب مجھ ہی کو پکارو کہ پہنچوں تمہاری پکار کو۔

o۔۔۔۔۔۔ان لوگوں میں سے نہ ہو جانا جو لوگوں سے اس طرح ڈرتے اور خوفزدہ ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور خوف کھانے کا حق ہے۔صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہ وہی اس قابل ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔دنیا اور کوئی طاقت اور قوت اس قابل ہی نہیں جس سے انسان ڈرے دبے یا اس کے سامنے جھکے۔

فرض؟ فَلَمَّا کُتِبَ عَلَیۡھِمُ الۡقِتَالُ اِذَا فَرِیۡقٌ مِّنۡھُمۡ یَخۡشَوۡنَ النَّاسَ کَخَشۡیَةِ اللّٰہِ اَوۡ اَشَدَّ خَشۡیَةً۔(النساء۔۷۷)

پھر جب حکم ہوا ان کو لڑائی کا تو اس وقت ان میں سے ایک جماعت لوگوں سے ایسے ڈرنے لگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈراجاتا ہے یا اس سے بھی زیادہ ڈر۔

اَلۡیَوۡمَ یَئِسَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ دِیۡنِکُمۡ فَلَا تَخۡشَوۡھُمۡ وَاخۡشَوۡنِ۔(المائدہ۔۳)

آج ناامید ہو گئے کافر تمہارے دین سے سو ان سے مت ڈرو اور صرف مجھ سے ڈرو۔

اَتَخۡشَوۡنَھُمۡ فَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنۡ تَخۡشَوۡہُ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ o(التوبہ۔۱۳)

کیا تم ان اہل باطل سے ڈرتے ہو۔یقیناً اللہ تعالیٰ سب کے مقابلے میں زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈراجائے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

o۔۔۔جب اللہ تعالیٰ ہی تمام مخلوقات اور کائنات کا پیدا کرنے والا، پالنے والا، عزت دینے والا، مدد کرنے والا اور دعائیں قبول کرنے والا ہے اور ان تمام خوبیوں اور صفات کی وجہ سے وہی اس قابل ہے کہ اس سے ڈراجائے، اس سے خوفزدہ ہوا جائے، اس کے سامنے جھکا جائے اور اپنے آپ کو اس کے سامنے جوابدہ تصور کیا جائے تو وہی اس قابل بھی ہے کہ حکم بھی اسی کا چلے نظام بھی اسی کا نافذ ہو، اسی کے ضابطوں اور احکامات ہی کے سامنے سر تسلیم خم ہو۔اور تمام وفاداریوں، وابستگیوں، عقیدتوں اور توجہ کا مستحق اور حقدار بھی وہی ہو۔اس کے علاوہ اور کوئی طاغوتی، باطل اور اللہ تعالیٰ بیزار قوت وطاقت اس قابل نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے برخلاف اس کے حکم کو مانا جائے، اس کے نظام اور ضابطوں کو تسلیم کیا جائے اور

فرض؟ اسے اپنی وفاداری ،وابستگی ،خلوص،عقیدت اور توجہ کا مرکزو محور بنایا جائے۔

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ۔(یوسف۔۴۰)

حق حکومت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے۔

وَلَایُشْرِکُ فِیْ حُکْمِہٖ اَحَداo(الکھف۔۲۶)

اور وہ اپنے اس حق حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَاداً یُّحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبّاً لِّلّٰہِ وَلَوْ یَرَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا وَاَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعَذَابِo(البقرۃ۔۱۶۵)

اور بعض لوگ وہ ہیں جو بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کے برابر اوروں کو اور ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جس طرح کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی جاتی ہے۔اور ایمان والوں کی اللہ تعالیٰ سے محبت اس سے زیادہ تر ہے (یعنی اس محبت سے جو یہ لوگ غیر اللہ سے کرتے ہیں ۹اور اگر دیکھ لیں یہ ظالم اس وقت کو جب کہ دیکھیں گے عذاب (تو یہ تسلیم کر لیں گے ) کہ (واقعی ) قوت ساری اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے۔

صِبْغَۃَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً وَنَحْنُ لَہٗ عٰبِدُوْنَo(البقرہ۔۱۳۸)

اللہ کا رنگ(یعنی اللہ تعالیٰ کے آگے سر تسلیم خم کر دینا)اور کس کا رنگ

فرض؟ بہتر ہے اللہ تعالیٰ کے رنگ سے اور ہم اسی کی بندگی کرتے ہیں۔

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا ٥ (آل عمران۔۱۰۳)

اور مضبوط پکڑ لو اللہ تعالیٰ کی رسی (قرآن) کو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔

قُلِ اللّٰهَ اَعۡبُدُ مُخۡلِصًا لَّهٗ دِيۡنِىۡ (الزمر۔۱۴)

تو کہہ دے کہ میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پوجتا ہوں اپنی بندگی کو اسی کیلئے خالص کر کے۔

وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِيَعۡبُدُوا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ (البینہ۔۵)

اور انکو یہی حکم ہوا کہ بندگی کریں صرف اللہ تعالیٰ کی اپنی بندگی کو اسی کیلئے خالص کرتے ہوئے۔

وَاذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلۡ اِلَيۡهِ تَبۡتِيۡلًا ٥ رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذۡهُ وَكِيۡلًا ٥ (المزمل۔۸۔۹)

اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرو اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو وہ مشرق و مغرب کا مالک ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں لہذا اسی کو اپنا کارساز بنالو۔

## اسلامی انقلاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیسے؟

## چند مروجہ طریقے۔۔۔۔۔۔۔اور مطلوبہ حقیقی راستے کی نشاندہی۔۔۔۔!

پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالے سے مروجہ طریقے کیا ہیں۔۔۔؟ اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے پہلے سے موجود یہ طریقے کیا صحیح نہیں۔۔۔؟ اور اگر صحیح نہیں تو کن دلائل کی بنیاد پر غلط ہیں۔۔۔۔؟ اسلامی انقلاب برپا کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہو گا وراس

فرض؟ کیلئے کونسا راستہ اختیار کیا جائے گا۔۔۔؟اسلامی انقلاب لانے والے انقلابی ،معاشرے کے کون سے طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد ہوں گے یا معاشرے کے مختلف طبقات اس انقلاب میں کیا کرداادا کریں گے۔۔۔؟اور اس انقلابی عمل کے مختلف مراحل کیا ہوں گے۔۔۔۔۔؟

اسلامی انقلاب کے حوالے سے ''کیسے'' کے اس لفظ کے ساتھ ہی یہ اور اسی قسم کے دیگر بے شمار سوالات ہیں جو ذہن میں آتے ہیں اور جو واقعتاً تشفی طلب جوابات کے متقاضی بھی ہیں تا کہ اس بارے میں کوئی غلط فہمی اور ابہام باقی نہ رہے اور اس سلسلہ میں اٹھنے والا ہر قدم انتہائی اعتماد اور شرح صدر کے ساتھ اٹھے۔زیر نظر عنوان کے تحت پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے مختلف مروجہ طریقوں۔اور اسلامی انقلاب کے صحیح اور مبنی بر قرآن وسنت کے طریقے کے حوالے سے بات کی جائے گی۔جہاں تک اس انقلابی عمل میں معاشرے کے مختلف طبقات کے مطلوبہ اور ممکنہ کردار،انقلاب کے مختلف مراحل کے تعین اور اس کے تقاضوں کا تعلق ہے یہ اس وقت اس تحریر کا موضوع نہیں ہے اور یہ موضوع تفصیل بحث اور اہمیت کے حوالے سے ایک الگ کتاب کا متقاضی ہے اور انشاءاللہ بشرط زندگی اس تحریر کے بعد ترتیب کے لحاظ سے اگلی کتاب کیلئے اسی موضوع کا انتخاب کیا جائے گا۔

یہ کہنا یقینا غلط اور خلاف واقعہ ہو گا کہ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے ضمن میں جدوجہد کرنے والوں کی کمی ہے یا اس بارے میں اخلاص کے جذبے کا فقدان ہے۔لیکن دین کو کاروبار سمجھنے والے اور اسلام کے نام کو دولت اور اقتدار کے حصول کا ذریعہ بنانے والے دین فروشوں کو ہرگز اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ﷺ اور اسلام کے ساتھ مخلص افراد کی صفوں میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔میں جب بھی نفاذ اسلام کی کوششوں کے حوالے سے مذہبی قوتوں کے بارے میں بات کرتا ہوں اور جب عالم کا لفظ استعمال کر کے انہیں آئینہ دکھانے کی کوشش کرتا ہوں تو دراصل اس سے مراد وہ علماء سوء ہوتے ہیں جو دین اور آخرت کے بدلے دنیا کا سودا کر کے خوش اور مطمئن ہیں اور جو حق کے خلاف باطل کے دست وبازو بنے ہوئے ہیں۔دین اسلام کیلئے دن رات ایک کرنے والے علماء حق کے بارے میں میرے دل

فرض؟ میں عزت واحترام کے جذبات کے سوا کچھ نہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ بھی ہر گز نہیں کہ اسلامی نظام کے نفاذ کی کوششوں کے ضمن میں ان کے ہر اٹھتے ہوئے قدم کو آنکھیں بند کر کے درست اور صحیح مان لیا جائے اور کسی واضح غلطی یا کوتاہی کی صورت میں ان پر کوئی گرفت نہ کی جائے۔ دنیا کے ہر معاملے کی طرح نفاذ اسلام کی جدوجہد کے درست طریقے کے تعین کی کسوٹی بھی قرآن وسنت ہی ہے۔ اس ضمن میں ہر جماعت اور تنظیم کے ذمہ داروں کا فرض ہے کہ وہ نفاذ اسلام کی جدوجہد کے حوالے سے اپنے طریقہ کار اور لائحہ عمل کو یا تو قرآن وسنت کے مطابق صحیح ثابت کریں یا اگر وہ اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالے سے اختیار کردہ اپنے طریقے کو قرآن وسنت کے دلائل سے ثابت نہیں کر سکتے تو وہ سادہ لوح مگر مخلص مسلمانوں کو گمراہ کرنا چھوڑ دیں اور اس ضمن میں قرآن وسنت کو اپنی خواہشات کے سانچوں میں ڈھالنے کے طرز عمل سے گریز کریں۔ یہی ان لیڈروں کی پاکستان، اس کے عوام، اسلام اور خود اپنے ساتھ سب سے بڑی نیکی ہو گی اور اسلامی نظام کے نفاذ کے راستے میں بے شمار رکاوٹوں میں سے بڑی رکاوٹ کے دور ہو جانے کا سبب بنے گی۔

پاکستان بنتے وقت ایک سرکردہ عالم نے پاکستان کے وجود میں آنے کے عمل کو تجربے کے نام سے تعبیر کیا تھا۔ اگر موصوف زندہ ہوتے تو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے کہ پاکستان تجربہ تو کیا بنتا اسلامی نظام کے نفاذ کے مختلف عجیب وغریب طریقے آزمانے کی تجربہ گاہ ضرور بن چکا ہے۔ مختلف جماعتیں اور تنظیمیں اپنی سہولت، مصلحت اور مفادات کے مطابق گھڑے گئے خود ساختہ طریقوں کو اسلامی نظام کے نفاذ کی ضمانت اور قرآن وسنت کے عین مطابق صحیح طریقے باور کرانے پر بضد ہیں۔ کوئی عوام الناس کے پیٹ کے جہنم کو بھر دینا ہی عین اسلام سمجھتے ہیں تو کوئی لوگوں کو نماز کی تلقین کر کے اسلامی نظام کے نفاذ کی خوش فہمی میں مبتلا ہیں۔۔۔۔۔۔ کوئی دعاؤں اور مراقبوں کے اعمال قولی کے ذریعے حق کے آنے اور باطل کے چلے جانے کے انتظار میں بیٹھے ہیں اور کوئی گلے میں انتخابات کا ڈھول ڈال کر ووٹ کے ذریعے اسلام کو غالب کر دینے کی خوشخبری سنا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

میرے نزدیک یہ تمام طریقے کم ہمتی، عاقبت نااندیشی اور خوش فہمی پر مبنی وہ خود

فرض؟ ساختہ اور ناکام طریقے ہیں جس کے ذریعے اسلامی نظام کا نفاذ تو در کنار یہ طریقے بذات خود اسلام کے نفاذ کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ کسی ناقص، خلاف عقل اور خلاف قرآن وسنت طریقے کو سادہ لوح عوام کے سامنے نفاذ اسلام کا مبنی بر حقیقت ذریعہ باور کرانا اور ان کی وابستگیوں، وفاداریوں اور توجہ کو اس طریقے کے سحر کا اسیر بنا کر ان کی صلاحیتوں کو سکوت وجمود کا شکار بنا دینے کا طرز عمل اسلامی نظام کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔۔۔۔۔۔

اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے باقاعدہ آزمائے جانے والے یہ خود ساختہ و پرداختہ طریقے اور نظریئے بے شمار ہیں لیکن ان میں عام لوگوں کو متاثر کرنے اور ان کی صلاحیتوں کو زنگ آلود کر کے ضائع کرنے والے بعض طریقے اور نظریئے انتہائی نمایاں ہیں۔ جن میں سماجی خدمات کو ہی اسلام کی اصل روح سمجھنا' دعاؤں اور خصوصی اعمال کے ذریعے اسلامی نظام کے نفاذ کو ممکن بنانا لوگوں کو اوامر کی ترغیب دے کر اپنے تئیں اسلامی نظام کے نفاذ کی کوشش کرنا اور انتخابات کے ذریعے اقتدار پر قابض ہو کر اسلامی نظام کو قائم و نافذ کر دینے کے طریقے قابل ذکر ہیں۔

فرض؟

## سماجی خدمات کو ہی اسلامی تعلیمات کا حاصل سمجھنے کی غلط فہمی

سماجی خدمات کے حوالے سے کام کرنے والا ایک طبقہ فکر اس خوش فہمی یا غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ اسلام کی تمام تعلیمات کا نچوڑ انسانیت کی خدمت کرنا ہی ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ اسلام کا اصل منشاء بلکہ عین اسلام ہے۔ لوگوں کے پیٹ کے جہنم بھرے جائیں گے، تن کپڑوں سے ڈھکیں گے اور زندگی کی باقی ضروریات اور آسائشیں میسر آئیں گی تو گویا اسلام آجائے گا اور اللہ رسول ﷺ اور اسلام سے وابستگی کے تمام تقاضے پورے ہو جائیں گے۔ ان کی نظر میں انسان کی ضروریات زندگی ہی اصل مقصد زندگی کا درجہ رکھتی ہیں اور ان کی تکمیل مقصد زندگی کو پالینے کے مترادف! ان کے نزدیک ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ اس دنیا میں آئے تو اچھا کھائے اچھا پہنے، تعلیم، صحت اور رہائش کی تمام سہولتیں اسے میسر ہوں، اپنی زندگی انہی آسائشوں سے استفادہ کرتے ہوئے گزارے اور مر کر منوں مٹی تلے دب جائے۔۔۔۔۔۔۔۔اور بس قصہ تمام۔۔۔۔۔۔۔!!

اپنی بنیادی فکر و فلسفہ کے حوالے سے یہ سوچ یکسر لادینی نظریات کی عکاس ہے اور اس سوچ کو اسلام اور اسلامی نظام سے منتھی کرنا اسلام کے حوالے سے لوگوں کو گمراہ کر دینے کی سازش ہے۔ اسلام اگر چہ انسانوں کے معاشی، سماجی اور معاشرتی ضروریات زندگی اور تقاضوں کو بڑی اہمیت دیتا ہے اور ان ضروریات اور تقاضوں کو حقوق العباد کے عنوان سے ایک امتیازی مقام عطا کرتا ہے لیکن اسلام کے نزدیک یہ حقوق العباد اصل مقصد زندگی نہیں صرف اسباب زندگی اور ضروریات زندگی ہیں۔

ان تمام ضرورتوں اور تقاضوں کی تکمیل زندہ رہنے کا ذریعہ تو ہے، زندہ رہنے کا حاصل نہیں۔ اسلامی نظام انسانی زندگی کے تمام شعبوں کیلئے ایک جامع ضابطہ حیات پیش

فرض؟ کرتا ہے جو ان تمام شعبوں کا مکمل احاطہ کرتا ہے۔انسانی ضروریات اور تقاضوں کے یہ لازمے زندگی کے ان متعدد شعبوں میں سے محض ایک شعبے تک محدود ہیں۔اسلام زندگی کے تمام شعبوں کو بطریقہ احسن چلانے کیلئے واضح اور غیر مبہم اصول اور ضابطے پیش کرتا ہے اور زندگی کے تمام شعبوں کو ہمہ گیر انداز میں ان ضابطوں اور اصولوں کے مطابق چلانا ہی اسلامی نظام کہلاتا ہے۔ان میں سے کسی ایک شعبہ پر خصوصی توجہ دے دینا اور باقی تمام شعبہ ہائے زندگی کو ذاتی خواہشات اور اسلام کے برخلاف دیگر لادینی نظریات کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا اسلامی نظام زندگی کا منشاء ہرگز نہیں اور نہ ہی یہ انداز فکر و عمل اسلامی نظام اور انسان کے تمام تر فطری تقاضوں کی تکمیل کا کلی ذریعہ ہے۔

ایسے لوگوں کے اسلام کے دیگر اقدار اور اٹل حقائق کے بارے میں نظریات نہایت فرسودہ، سرسری اور باغیانہ سوچ کے مظہر ہوتے ہیں۔ان لوگوں کی اکثریت حقوق اللہ کی ادائیگی سے اکثر غافل و بیزار نظر آتی ہے۔ان کے نزدیک مرد و زن کا آزادانہ اختلاط اور اخلاقی بے راہ روی کا سبب بننے والی دیگر شیطانی سرگرمیاں عوام کا جائز حق اور ان کی تفریح کے لازمی تقاضے ہوتے ہیں۔ایسے لوگوں کو اس بات سے کوئی سروکار نہیں ہوتا کہ ملکی نظام اسلامی بنیادوں پر استوار ہو یا کوئی باطل اور طاغوتی نظام لوگوں کی گردنوں پر مسلط رہے۔یہ ہر حال میں اپنی سماجی خدمات کے ذریعے سے ہی ''اسلام کا بول بالا'' کرنے کی تگ و دو میں مصروف عمل رہتے ہیں۔

حقیقی اسلامی نظام کے نفاذ کے نتیجے میں سود جیسی لعنت کے خاتمے کے بجائے یہ لوگ سود کی رقم کیلئے باقاعدہ اشتہار دے کر اس سودی رقم کو لوگوں کے پیٹ تک پہنچا دینا ہی اس مسئلے کا واحد حل سمجھتے ہیں۔ جنسی بے راہ روی کے مکمل تدارک کیلئے شرم و حیا اور عفت و عصمت کی تعلیم دینے والے اسلامی نظام کے مکمل نفاذ کی کوششوں کے بجائے یہ لوگ زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والے حرامی بچوں کی کفالت اور پرورش کو ہی اصل اسلام تصور کرنے کے خبط میں مبتلا ہیں۔یہ لوگ اپنی ان سرگرمیوں کو جاری رکھ کر اور انہیں عین اسلام سمجھ کر خوش اور مطمئن ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اپنی ان خدمات کے عوض وہ دوسروں کے

فرض؟ بجائے جنت الفردوس کے زیادہ مستحق ہیں۔ ان لوگوں کی یقین کی حد تک یہ خوش فہمی دیکھ کر شاید وہ لادین لوگ اپنے آپ کو جنت کا ان سے بھی زیادہ حقدار جاننے لگیں جو ان سماجی خدمات کے حوالے سے بہر حال ان سے زیادہ شہرت ومقبولیت رکھتے ہیں۔ سماجی خدمات کے ذریعے اسلامی نظام کے نفاذ کی جانب قدم اٹھانے والے دوسرے مکتبہ فکر کا تعلق پاکستان کی مذہبی جماعتوں اور تنظیموں سے ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ عوام کے سماجی، معاشی اور معاشرتی مسائل کو حل کرنے کے ذریعے وہ لوگوں کی توجہ حمایت اور ووٹ حاصل کر کے اقتدار میں آنے کے قابل ہو جائیں گے اور اس طرح اسلامی نظام کے نفاذ کا یہ مشکل مرحلہ یہ سوچ اور لائحہ عمل اپنانے کی بدولت سر کیا جاسکے گا یہ بھی اول الذکر طبقہ فکر کی طرح قربانی کی کھالوں زکوۃ، خیرات، صدقات اور عطیات کی رقم سے نادار اور غریب لوگوں کی مختلف ضروریات کو پورا کرتے ہیں اور مسلسل اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ ان غریب عوام کے ووٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو کر اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے اقتدار کی کرسی تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

سماجی خدمات کا یہ سلسلہ بذات خود کوئی معیوب اور خلاف اسلام عمل نہیں بلکہ انتہائی مستحسن اور اسلامی نظام کے عملی نفاذ کی صورت میں اس نظام کے سماجی اور معاشی ثمرات سے مستفید ہونے سے پہلے عبوری اور عارضی حکمت عملی کے طور پر بہت مناسب اور ضروری اقدام ہے۔ یہاں اعتراض صرف ان خدمات کو چارے کے طور پر ڈال کر عوام سے ان کے ووٹ اور حمایت حاصل کرنے اور اس بنیاد پر اسلامی نظام کے نفاذ کی کوشش کرنے کے طرز عمل پر ہے۔ سماجی خدمات کے اس طریقے پر سب سے پہلا اعتراض یہ کیا جاسکتا ہے کہ سماجی خدمات کا یہ عمل نادار لوگوں کی بے لوث دست گیری اور رضائے الٰہی کے حصول کے پر خلوص جذبے کے بجائے لوگوں کو اپنا ہمنوا اور ووٹر بنانے کے خیال سے کیا جاتا ہے اور جب اخلاص اور رضائے الٰہی کی جگہ ریا کاری کا جذبہ اور ووٹ وحمایت کا حصول ان سماجی خدمات کے اصل مقاصد بن جائیں تو اس عمل سے وابستہ نادار وبے آسرا لوگوں کی دست گیری کی اصل روح اور اللہ کی رضا جیسا واقعی اصل مقصد خود بخود فوت ہو جاتا ہے۔ ان سماجی خدمات کو

فرض؟ ریاکاری کے جذبے کے بھینٹ چڑھا دینے اور ان سرگرمیوں کو ووٹ اور حمایت کے حصول کا ذریعہ بنادینے کے ثبوت روزانہ کے اخبارات میں چھپنے والی وہ تصاویر، بیانات اور ایسے موقعوں پر اپنی حمایت میں ہاتھ کھڑے کرانے کے وہ چشم دید واقعات ہیں جس میں ایک جوڑے کپڑے یا دووقت کی دال آٹے کے عوض ایسے مجبور ولاچار افراد کی انا کو بری طرح مجروح کیاجاتا ہے اور انہیں بر سر عام رسوا اور ذلیل کیا جاتا ہے۔

ان تمام حقائق کے باوجود بھی اگر ہم ان تنظیموں اور جماعتوں کے ذمہ داران کو اپنی ان سماجی اور معاشی خدمات میں مخلص اور حق بجانب سمجھیں تو پھر بھی اس حوالے سے ایک اہم سوال کی وضاحت بدستور باقی رہتی ہے اور وہ یہ کہ کیا سماجی اور معاشی ضروریات کی تکمیل کے حوالے سے کسی کو اسلامی نظام کے نفاذ کی ضرورت اور اہمیت پر قائل کیاجاسکتا ہے یا اس طریقے سے اس کی حمایت اور ووٹ اسلامی نظام نافذ کرنے کا دعویٰ کرنے والوں کے حق میں جاسکتا ہے۔۔۔؟ اور یہ کہ کیا اسلام، اسلامی نظام کے حق میں رائے عامہ کو ہموار کرنے کا صحیح طریقہ بتاتا ہے۔۔۔؟

اگر مذکورہ رہنما اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں تو میں واضح الفاظ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ان کی یہ سوچ اور فکر یکسر غلط اور اسلامی نظام کو انسانوں کیلئے ان کا حقیقی اور باعث خیر وفلاح نظام باور کرانے کے بنیادی فکر وفلسفہ سے شدید طور پر متصادم ہے۔ اسلام نے کبھی یہ تعلیم نہیں دی کہ لوگوں کو دال روٹی اور جوتے کپڑے کا لالچ دے کر انہیں اسلامی نظام کی حقانیت کے قائل کراتے پھرو۔ اسلام سماجی ضروریات کی تکمیل کے بہانے اسلامی نظام کی حمایت کے حصول کے حق میں ہر گز نہیں اس عمل سے عام لوگوں کا جو ذہن بنتا ہے وہ یہی ہے کہ جو جماعت دو کے بجائے چار روٹی جھولی میں ڈال دے اسی کا نعرہ بلند کرو جو تنظیم دوسروں کی بنسبت زیادہ قیمتی کپڑے کے جوڑے تقسیم کرے اسی پارٹی کو اپنی حمایت کا یقین دلاؤ۔ جس پارٹی سے نوکری یا پلاٹ کی امید نسبتاً زیادہ قوی ہو اسی پارٹی کو ووٹ دینے کا وعدہ کرو۔ اس سلسلے میں آج ایک پارٹی کی کارکردگی سے مطمئن ہونیوالے اس پارٹی کو اپنی

فرض؟ حمایت بلکہ جان تک دینے کا یقین دلاتے ہیں تو کل یہی لوگ کسی اور پارٹی کی جانب سے زیادہ بہتر کارکردگی دکھانے پر اپنی وہی جان اور حمایت اس دوسری پارٹی کی جھولی میں ڈال دیتے ہیں۔ سماجی خدمات کے یہ طریقے نصف صدی گزر جانے کے باوجود بھی اسلامی نظام کے نفاذ کی جانب پیش رفت میں معاون تو ثابت نہ ہو سکے البتہ اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے ووٹ اور حمایت حاصل کرنے کے یہ طریقے پاکستان کے عوام کو مفاد پرست، ابن الوقت، مرغ باد نما، چڑھتے سورج کے پجاری اور منافق بنانے میں اپنا اہم رول ضرور ادا کر رہے ہیں۔

اسلامی نظام کی حقانیت کو تسلیم کرانا کسی کے پیٹ بھرنے اور تن ڈھانپنے کے ذریعے سے کبھی ممکن ہوا ہی نہیں۔ اسلام کی بالادستی کیلئے انقلاب کی تحریکیں جب بھی اٹھائی گئیں وہ لوگوں کے دل و دماغ کو اسلام کی بنیادی تصورات اور عقائد سے منور کر کے اٹھائیں گئیں ان کے تعلق کی بنیادوں کو اللہ کی وحدانیت سے اٹوٹ اور مضبوط بنا کر اٹھائی گئیں اور ان میں دین کا ادراک و شعور پیدا کر کے اٹھائی گئیں۔ اور ان خطوط پر اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر جو لوگ اہل حق کی صفوں میں شامل ہوئے روٹی، کپڑا اور مکان کا مسئلہ کبھی نہیں ہو رہا۔ ان کے سامنے زندگی کا اصل مقصد اللہ کے دین کو پوری شان و شوکت سے قائم و نافذ کر دینا اور اللہ کی رضا کا حصول ہوا کرتا تھا۔ وہ دو وقت کی روٹی کے لالچ میں کفار کے لشکروں سے نہیں لڑتے رہے بلکہ وہ بھوک و پیاس کے باوجود بھی پیٹ پر پتھر باندھ کر محض اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کے تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے رہے۔ ان کے پھٹے پرانے کپڑے اور جوتوں کی قید سے آزاد پیر ان کے رعب و دبدبے اور شان و شوکت میں کمی کا باعث کبھی نہیں بنے۔ شمع توحید کے یہی پروانے خالی پیٹ، جسموں پر پھٹے پرانے کپڑے لئے اور ننگے پاؤں چل کر جب قیصر و کسریٰ کے ایوانوں پر دستک دیتے تو شان تکبر سے کھڑے یہ بلند و بالا محلات اور زر و جواہرا و کمخواب سے لدے پھندے ان محلات کے مکین ان کے رعب و دبدبے سے لرز لرز جاتے تھے۔

اسلام کے انہی فدا کاروں کی شب و روز محنت و مشقت اور جہاد و شہادت کے مردانہ

فرض؟ عمل سے جب اسلامی ریاست کا قیام واستحکام ممکن ہوا تو تاریخ نے وہ الفاظ بھی اپنے صفحات پر محفوظ کر لئے جب ایک کہنے والا کہہ رہا تھا کہ اگر دریائے فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوک وپیاس کی وجہ سے مر جائے تو روز قیامت میں اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہوں گا۔اور انسانی تاریخ نے وہ دور بھی دیکھا جب دینے والے جھولیاں بھر بھر کر لینے والوں کو تلاش کرتے پھر رہے تھے لیکن انہیں کوئی لینے والا نہیں مل رہا تھا۔یہ ہے اسلامی انقلاب برپا کرنے کا اصل محرک جذبہ یہ ہے اس انقلاب کے نتیجے میں قائم ہونے والا اسلامی نظام اور اس کے سماجی اور معاشی ثمرات اور یہ ہیں اس اسلامی ریاست کے امیر المؤمنین۔۔۔۔۔۔۔!!

لیکن انقلاب کا یہ سارا عمل سماجی ضروریات پورا کرنے کے لالچ کا محتاج نہیں تھا۔اس پورے انقلابی عمل کی تکمیل اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اسلام کی حقانیت دلوں میں جا گزیں ہونے کا نتیجہ تھا۔ تاریخ کے ان مستند حقائق پر کوئی مغرب زدہ اور اسلام بیزار کوئی طنز آمیز فقرہ تو ضرور چست کر سکتا ہے لیکن وہ اپنی غلامانہ مغربی ذہنیت کے ذریعے ان اٹل حقائق کو تاریخ کے اوراق سے کھرچ نہیں کر سکتا۔

## محض دعاؤں سے نفاذ اسلام کی تمنا

دوسرے نمبر پر اسلامی نظام کے نفاذ کا وہ انتہائی سہل اور آسان طریقہ ہے جو عمل

فرض؟ کے جوہر سے خالی ہر چھوٹا اور بڑا مسلمان نہایت خوشی اور اہتمام کے ساتھ نہ صرف اختیار کرتا ہے بلکہ اس کے فوری مثبت نتائج کا نہایت بے چینی کے ساتھ منتظر بھی رہتا ہے۔ یہ طریقہ محض دعاؤں کے ذریعے حق کو بالادست کرنے اور بددعاؤں کے ذریعے باطل کو نیست ونابود اور تباہ وبرباد کر دینے کا طریقہ ہے۔

اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے کوئی عملی راستہ اختیار کئے بغیر بددعا کے میزائلوں سے باطل کی صفوں کو غارت کر دینے اور دعاؤں کی کمک سے حق کو باطل پر غالب کر دینے کی اس سوچ کی وجہ سے قوم کی ایک بڑی اکثریت ان کاموں کو بھی اللہ تعالیٰ کے ذمے لگا دیتی ہے جو سراسر ان ہی کے کرنے کے کام ہوتے ہیں اور قرآن وسنت واضح طور پر انہیں اس بارے میں عملی اقدامات اور تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔

یہاں اس بحث سے دعا کے وجود اور اس کی اہمیت سے انکار ہر گز نہیں۔ یہاں بات کرنے کا اصل مقصد دعا کے اصل مقام اور وقت کے تعین کی نشاندہی کرنے کا ہے۔ وہ کام یا ہمارے کاموں کے وہ نتائج جن پر اثر انداز ہونا ہمارے بس سے باہر ہو اور اس کا کلی طاقت واختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہو صرف انہی کاموں کیلئے دعا کی جائے۔ ہم قرآن وسنت کے احکام وتعلیمات کی روشنی میں اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے اپنے کم یا زیادہ دستیاب وسائل، افرادی قوت اور منصوبہ بندی کو اخلاص کے ساتھ عملا کام میں لائیں اور پھر اللہ سے اس کی مدد ونصرت، توفیق اور بہتر نتائج کی دعا کریں تو ٹھیک اور اگر ہم صرف دعا کر کے ہی اسلام کی بالادستی اور باطل کی سرکوبی دل خوش کن خبر سننے کے انتظار میں بیٹھ جائیں تو اس سے زیادہ بے عملی کم حوصلگی اور کم ہمتی اور ہو ہی نہیں سکتی۔

کسے یہ دعویٰ ہے کہ اس کی دعاؤں کا اثر رسول ﷺ اور ان کے صحابہ ؓ کی دعاؤں سے زیادہ۔۔۔۔۔! لیکن کیا وجہ تھی کہ انہوں نے تو اسلامی کی بالادستی کیلئے عملا اذیتوں، مشقتوں اور تکالیف کا سامنا کیا، باطل کی سختیوں اور ظلم وستم سے لرز کر رہ گئے اور اس مقصد کے حصول کیلئے آگ اور خون کے کئی دریا عبور کئے لیکن ہم یہ توقع رکھیں کہ ہماری محض دعا ہی اسلام کی بالادستی اور باطل کی تباہی کا سبب بن جائے۔ کیوں۔۔۔؟ آخر

فرض؟ کس حیثیت ، ترجیح اور استحاق کی بنیاد پر۔۔۔۔؟ ہے کوئی دلیل! کوئی ثبوت !اور کوئی جواز۔۔۔؟

صرف دعائیں ہی اگر کام ہو جانے کیلئے کافی ہو تیں تو کسی زمیندار کو ہل چلانے بوائی کٹائی کرنے اور دیگر بے شمار مشقتوں کے عمل سے گزرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ جہاز اڑانے کیلئے مہنگے پیٹرول کے اخراجات اور تیل پیدا کرنے والے ممالک کے ناز نخرے اٹھانے کی مصیبت سے بچنا ممکن ہو تا اور دنیا کے تمام کاروبار صرف دعاؤں سے چلتے اس سلسلے میں افرادی قوت، وسائل اور ذرائع کی ضرورت ہر گز نہ ہوتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ، رسول ﷺ اور اسلام کے ساتھ والہانہ تعلق اور وابستگی، عمل کی قوت اور جہاد وشہادت کے جذبے کے بغیر اسلامی انقلاب کا خواب محض ایک خواب ہی رہے گا۔ کبھی مجسم اور عملی صورت اختیار نہیں کر سکے گا۔۔۔۔!

فرض؟

## امر بالمعروف کے ذریعے نفاذ اسلام کی کوشش

پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالے سے کی جانے والی کوششوں میں ایک کوشش دعوت الہ الحق کے عنوان سے ہو رہی ہے اور یہ کام کسی ایک مسلک اور تنظیم تک محدود نہیں بلکہ مختلف مکاتب فکر مختلف ناموں کے زیر عنوان ان کوششوں میں سر گرم عمل ہیں۔ وعظ کی محفلیں جمتی ہیں، سیمینار منعقد ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے اجتماعات کا اہتمام کیا جاتا ہے اور اس سلسلے میں انتہائی پر مغز اور فصیح و بلیغ تقریریں ہوتی ہیں۔ کچھ افراد باقاعدہ لوگوں کے دروازوں پر جا کر انہیں نماز کے لئے مسجد میں آنے کی دعوت دیتے ہیں، ہر نماز کے بعد دینی اور اللہ ورسول ﷺ کی باتیں ہوتی ہیں اور بعض مساجد میں باقاعدہ درس قرآن کے پروگرام ترتیب دیئے جاتے ہیں۔

ان تمام معمولات میں حصہ لینے والوں کی غالب اکثریت مخلص اور دین کی تڑپ رکھنے والے افراد پر مشتمل ہوتی ہے اور وہ دل کی گہرائیوں سے دین اسلام کا عملی نفاذ چاہتے ہیں۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ ایسے افراد یا تو اسلامی انقلاب کے انتہائی اہم اور لازمی، مگر محض ایک ابتدائی مرحلے یعنی دعوت اور تبلیغ کو انقلاب کا مکمل اور کلی ذریعے سمجھنے کی غلط فہمی کے شکار ہو گئے ہیں یا شاید اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے دعوت و تبلیغ کے بعد اور کوئی مرحلہ ان کے پیش نظر ہے ہی نہیں۔ اس نہج پر اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے کی جانے والی ان کوششوں میں ایک اور کمی شدت کے ساتھ یہ محسوس کیجاتی ہے کہ یہ لوگ گھروں پر جاجا کر لوگوں کو نماز کی تلقین کی صورت میں امر بالمعروف کی ذمہ داری تو کسی حد تک پوری کر رہے ہیں لیکن ایسا کبھی نہیں دیکھا گیا کہ یہ لوگ اپنے بے شمار وسائل اور افرادی قوت کے ہوتے ہوئے بھی منکرات اور برائیوں میں ملوث افراد کے اڈوں اور ٹھکانوں پر جا کر انہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے احکامات توڑنے سے منع کریں اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری جو ان پر از روئے قرآن فرض ہے کو بھی پورا کر دیں۔

فرض؟ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔(آل عمران۔۱۰۴)

اور چاہیے کہ ہو تم سے ایک ایسی جماعت جو بلاتی رہے نیک کاموں کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا اور منع کرتی رہے برائی سے اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ قرآن کی اس آیت میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ان دونوں ذمہ داریوں سے عہدہ براء ہونے والوں کیلئے ہی فلاح پانے کی خوشخبری دی گئی ہے۔ صرف اوامر کا پرچار ہی فلاح پانے کیلئے کافی نہیں۔

خیر کی طرف لوگوں کو بلانے اور انہیں منکرات سے منع نہ کرنے کی مثال ایسی ہے کہ کسی گندے پانی کے تالاب کو صاف پانی سے بھرنے کیلئے اس میں صاف پانی تو ڈالا جاتا رہے لیکن نہ تو اس تالاب میں پہلے سے موجود گندے پانی کی نکاسی کا کوئی بندوبست کیا گیا ہو اور نہ ان نالیوں کے رخ دوسری طرف موڑے گئے ہوں جن کے ذریعے گندہ پانی مسلسل تالاب میں گر رہا ہے۔ اب اس صورت میں تالاب کے اندر گندے اور صاف پانی کا مرکب تو جمع ہو سکتا ہے۔ تالاب میں صرف صاف پانی کی موجودگی یقینی ہو۔ یہ ممکن نہیں۔۔۔۔۔! اگر ہم واقعی چاہتے ہوں کہ تالاب گندے پانی کے بجائے صاف پانی سے بھر جائے تو ہم حکمت عملی اور تدبر سے کام لے کر پہلے تالاب میں گندہ پانی پہنچانے والے گندے نالوں کے رخ تبدیل کر دیں۔

اس کے بعد تالاب میں موجود گندے پانی کی نکاسی کا بندوبست کریں اور پھر تالاب کو صاف پانی سے بھر دیں یہی واحد طریقہ ہے جس پر عمل پیرا ہو کر ہم صاف پانی سے بھرے ہوئے تالاب سے استفادہ کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ باطل جدید ترین ذرائع کا سہارا لے کر اپنے شیطانی نظریات اور خیالات نہایت قلیل وقت میں انتہائی وسیع پیمانے پر معاشرے میں پھیلا رہے ہیں۔ معاشرے میں ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، ڈش اور پریس میڈیا کے ذریعے بے

فرض؟ حیائی، فحاشی، عریانی اور لادینی نظریات وافکار کی جو غلاظت ایک دن میں پھیلائی جاتی ہے۔یہ تمام مخلص لوگ مل کر بھی یہ غلاظت اپنے ان فرسودہ طریقوں کے بل بوتے اور محض اوامر کے پرچار کے ذریعے ۱۰ سال میں بھی صاف نہیں خر کر سکتے۔

دین اسلام کی ترویج واشاعت کیلئے اختیار کئے جانے والے فرسودہ طریقوں، جمود کی کیفیت، ذہن پر لگے تالوں اور اپنے مخصوص دائرہ فکر و عمل سے نہ نکلنے کی ضد اور ہٹ دھری کالازمی اور منطقی نتیجہ یہ ہے کہ شیطانی خیالات اور باطل نظریات انتہائی شدت، سرعت اور ہمہ گیر انداز میں ملت اسلامیہ کے ذہن و فکر، نظریات وخیالات اور کردار وافعال پر غالب ہوتے جارہے ہیں اور دعوت و تبلیغ کی ان تمام تر کوششوں کے باوجود معاشرے پر اسلامی اقدار کے اثرات اور نقش مسلسل ماند پڑتے جارہے ہیں۔۔۔۔۔باطل اپنے شیطانی منصوبوں کو روبہ عمل لانے کیلئے انتہائی جارحانہ انداز اختیار کئے ہوئے ہے جبکہ باطل کے مقابلے میں اہل حق بظاہر مغلوب اور پسپا ہوتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔۔۔۔۔باطل منظم منصوبہ بندی اور انتہائی انہاک کے ساتھ اپنے شیطانی ارادوں کو عملی جامہ پہنانے میں مصروف عمل ہے۔جبکہ اہل حق کے پاس اسلامی نظام کے نفاذ اور باطل کے مقابلے کیلئے کوئی منصوبہ بندی کوئی مرحلہ وار پروگرام اور کوئی ٹھوس لائحہ عمل سرے سے موجود ہے ہی نہیں بلکہ ان کا انداز یکسر مدافعانہ اور معذرت خواہانہ ہی ہے۔۔۔۔۔۔

اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے ضروری ہے کہ اپنے خود ساختہ محدود دائروں سے نکل کر وسیع اور کھلے میدان عمل میں قدم رکھا جائے۔فرسودہ طریقوں کو چھوڑ کر اور جمود کی کیفیت کو توڑ کر اسلام اور انقلاب کے پیغام کو جدید اور مؤثر ذرائع کی مدد سے کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک تیزی کے ساتھ پہنچایا جائے۔اسلام کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے ان مقاصد کے حصول کیلئے سائنسی بنیادوں پر ٹھوس لائحہ عمل ترتیب دیا جائے اور اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالے سے اپنی جدوجہد کے طریقوں کو قرآن وسنت کے بتائے ہوئے طریقے سے ہم آہنگ بنا دیا جائے۔بصورت دیگر اپنے روایتی، محدود اور فرسودہ طریقوں پر

فرض؟ اصرار کی روش اسلامی نظام کی بالادستی کا باعث نہیں، ملت اسلامیہ کی مزید ذلت اور پستی کا موجب ہی بنے گی۔۔۔۔!اور اس ممکنہ تباہ کن صورت حال کا ذمہ دار باطل نہیں ہم خود ہوں گے کہ دشمن کا کام تو کاری ضرب ہی لگانا ہے۔اس ضرب سے خود بچانا اور باطل پر جوابا وار کرنا تو بہر حال ہماری ذمہ داری ہے۔۔۔!!

## ووٹ کے ذریعے اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد

موجودہ دور میں اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے سب سے زیادہ زور وشور سے کی جانے والی جدوجہد ووٹ اور انتخابات کے حوالے سے ہو رہی ہے۔امت کے فہیم اور فعال افراد کی صلاحیتیں اور وسائل کے انبار انتخابات کے ذریعے اسلام کی بالادستی کی کوششوں کی نذر ہو رہے ہیں۔قیام پاکستان سے لے کر اب تک یہ سلسلہ انتہائی جوش وخروش اور تسلسل سے جاری وساری ہے۔باطل جمہوریت کے تحت ہونے والے انتخابات کے ذریعے اسلامی نظام کے نفاذ کی خوشخبریاں بڑے اعتماد سے سنائی جارہی ہیں۔لوگوں سے باطل کے خلاف جاری اس جہاد میں جان ومال کی قربانی دینے کی اپیلیں بڑی دردمندی کے ساتھ کی جاتی ہیں اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد نتائج اور انجام سے بے پرواہ ہو کر آنکھیں بند کر کے جان ومال کے یہ نذرانے بڑے والہانہ انداز میں پیش کر رہے ہیں۔

لیکن اگر انتخابات میں حصہ لینے والی ان جماعتوں کی کارکردگی کے حوالے سے

فرض؟ پاکستان کی پوری انتخابی تاریخ کا گراف بنا دیا جائے تو کارکردگی کے لحاظ سے یہ گراف مسلسل گرتا ہوا ہی نظر آئے گا۔ نفاذ اسلام کو اپنی زندگی کا واحد مقصد بنانے والے مخلص لوگوں سے اگر انتخابات کے ذریعے نفاذ اسلام کی کوششوں کے بارے میں ان کی رائے دریافت کی جائے تو وہ اس طریقہ کار سے غیر مطمئن اور نالاں دکھائی دیں گے اور اگر حق کو بالادست کرنے کیلئے انتخابات کے اس طریقے کو قرآن وسنت اور پوری اسلامی تاریخ سے ثابت کرنے کی کوشش کی جائے تو اس حوالے سے بھی کوئی دلیل کوئی جواز اور کوئی ثبوت فراہم کرنے میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

لیکن یہ پاکستان اور اس کے عوام کی بدقسمتی ہے کہ بغیر کسی تجرباتی، مشاہداتی، تاریخی اور قرآنی دلیل اور ثبوت کے ایک ایسی جدوجہد میں اپنے وسائل، صلاحیتوں اور افرادی قوت کو نہایت بے دردی اور مجنونانہ انداز میں ضائع کیا جا رہا ہے جس جدوجہد کی کامیابی قیامت تک بھی ممکن نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ وہ طریقہ ہی نہیں جس کے ذریعے اسلامی نظام کا نفاذ ممکن ہو سکے، یہ وہ جدوجہد ہی نہیں جسے حق اور باطل کی کشمکش کا نام دیا جا سکے اور یہ وہ راستہ ہی نہیں جس پر چل کر ملک کو اسلامی انقلاب سے دوچار کیا جا سکے۔

''جمہوریت دور جدید کا سب سے بڑا بت'' کے زیر عنوان لکھی گئی کتاب میں اس موضوع پر کھل کر بات کی گئی ہے اور کئی متعدد نکات کے تجزیئے سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ انتخابات کا طریقہ اسلامی نظام کے نفاذ کا سبب نہیں بلکہ یہ دراصل باطل جمہوری نظام اور اس کے دلالوں کو تقویت پہنچانے کا ایک موثر ذریعہ ثابت ہو رہا ہے اور یہ کہ جمہوریت کے بنیادی فکر وفلسفہ کی اسلام دشمنی اور اللہ دشمنی کی وجہ سے یہ کسی طرح جائز اور مناسب ہی نہیں کہ اس جمہوریت کے اسلام دشمن اور اور اللہ تعالیٰ دشمن اصول وضوابط کے تحت منعقد ہونیوالے انتخابات میں اسلامی نظام کے حوالے سے حصہ لیا جائے۔

اسلام حاکمیت کو اللہ تعالیٰ کا حق گردانتا ہے جبکہ جمہوریت حاکمیت کو عوام کا حق سمجھتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اسلام انسانوں کی زندگی کے ہر شعبہ کیلئے اپنے تفصیلی ضابطے، اصول اور قواعد تجویز کرتا ہے جبکہ جمہوریت اسلام کے ان تمام ضابطوں، اصولوں اور

فرض؟ قواعد کو ماننے سے یکسر انکاری ہے اور وہ انسانی زندگی کو اپنے خود ساختہ ضابطوں اور طریقوں کا پابند دیکھنا چاہتی ہے۔۔۔۔اسلام انسانوں کیلئے قابلِ عمل قانون صرف قرآن وسنت کو ٹھہراتا ہے جبکہ جمہوریت انسان کے بنائے ہوئے ناقص قوانین کوانسانوں پر مسلط کر دینا چاہتی ہے۔۔۔۔۔۔اسلام کسی منصب اور عہدے کیلئے خود پیش ہونے کی ممانعت کرتا ہے جبکہ جمہوریت اس قید کو ہٹا کر کئی بے شمار خرابیوں کو جنم دینے کا سبب بن رہی ہے۔۔۔۔۔۔اسلام کسی بھی حکومتی منصب اور ذمہ داری کیلئے کسی فرد کے انتخاب کواس کی ایمانداری دیانتداری، اہلیت اور کردار سے مشروط کرتا ہے۔جمہوریت ان تمام اعلیٰ صفات کو بیک جنبش قلم مسترد کر کے اکثریت کے ڈرامے کے ذریعے ڈاکو، چور، زانی، شرابی، بے وقوف، غدار اور بیرونی ایجنٹوں کو ملک وقوم کی قسمت کا مالک بننے کے تمام دروازے کھول کر رکھ دیتی ہے۔۔۔۔۔۔۔اسلام ریاستی فیصلے قرآن وسنت کے مطابق صالح افراد کے ذریعے کرنے کا حکم دیتاہے جبکہ جمہوریت یہ اختیار پارلیمنٹ کی دو تہائی اکثریت سے مشروط کر کے اور اس کے نفاذ کا اختیار یکسر نااہل لوگوں کے ہاتھوں میں دے کر قرآن وسنت کے صریحا خلاف فیصلے دینے کی راہ ہموار کرتی ہے۔۔۔۔اسلام کسی زانی، شرابی، بد کردار اور فاسق وفاجر شخص کو رائے دینے کا اہل نہیں سمجھتا اور نہ اس کے نزدیک حکومتی اہلکاروں کا انتخاب عمومی رائے سے مشروط ہے۔لیکن جمہوریت ہر اچھے برے، با کردار وبد کردار، زانی وپرہیز گار اور عالم وجاہل کو رائے کا مساوی حق دے کر ان سب کو ایک لاٹھی سے ہانکنے کا خلاف عقل وخرد طریقہ اختیار کرتی ہے اور حکومتی اہلکاروں کے انتخاب کو معاشرے کے فاسق وفاجر اور اچھے برے کا ادراک وشعور نہ رکھنے والے افراد کے اکثریتی ووٹوں سے مشروط کر کے نااہل، بد کردار اور ملک وقوم کیلئے ناسور بن جانے والے افراد کو حکومتی عہدوں پر قابض ہو جانے کا پورا موقع فراہم کرتی ہے۔۔۔۔۔۔اسلام کسی عہدے اور منصب کیلئے ایمانداری، اہلیت، کردار کی پختگی اور اسلام سے گہری وابستگی کو معیار مقرر کرتا ہے جبکہ اس ضمن میں جمہوریت کے معیار، اسلام کے ان معیارات کے بالکل برعکس دولت، طاقت اور منافقت ہیں اور یہ معیارات کسی فرد کے منتخب ہونے میں نہ صرف

فرض؟ مدومعاون بنتے ہیں بلکہ یہ تمام معیارات جمہوریت کے تحت ہونے والے ان انتخابات میں عملا مروج اور قابل عمل بھی ہیں اسلام اللہ تعالیٰ کے احکامات اور سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کو ہی باعث فلاح ونجات قرار دیتا ہے جبکہ جمہوریت مختلف طریقوں سے کھلم کھلا خواہشات کی پیروی کواختیار کرنے پر نہ صرف زور دیتی ہے بلکہ مختلف ہتھکنڈوں کے ذریعے لوگوں کو ایسا کرنے پر مجبور کر دینے سے بھی گریز نہیں کرتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جمہوریت کی اسلام دشمنی اور اللہ تعالیٰ دشمنی پر مبنی ان غلیظ اور خلاف عقل ومنطق طور طریقوں اور نظریات کا یہ انتہائی مختصر خاکہ پیش کرنے کا مطلب یہ بتانا مقصود ہے کہ مذہبی جماعتیں اور پارٹیاں اسی باطل اور طاغوتی جمہوری نظام کے تحت ہر اسلامی اصول اور ضابطہ سے آزاد انتخابی ڈرامے میں شریک ہو کر اسلامی نظام نافذ کرنے کی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔یہ مذہبی جماعتیں اس انتخابی عمل کے ذریعے حق کی بالادستی کا خواب دیکھ رہی ہیں جس انتخابی عمل کے تمام ضابطے،اصول، قواعد اور معیار باطل جمہوریت خود مقرر کرتی ہے۔ان جماعتوں کے حق ناشناس رہنما ان انتخابات میں حصہ لے کر اسلامی انقلاب برپا کرنے کی خوشخبریاں سنا رہے ہیں جو انتخابات اسلام کے مقرر کردہ تمام حق بجانب اور انتہائی پر حکمت معیارات ،ضابطوں اور اصولوں کو یکسر کالعدم کر کے منعقد کئے جاتے ہیں اور حق کو غالب کرنے کیلئے حق اور باطل کی یہ لڑائی باطل کے منتخب کردہ اور اس کے پسند کے میدان میں لڑی جاتی ہے۔

واضح رہے کہ اسلامی نظام کے تحت زندگی گزارنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔جبکہ جمہوریت اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو عوام کی اکثریت اور خواہشات سے مشروط کر دیتی ہے اور تمام مذہبی پارٹیاں جمہوریت کے اس اصول کو درست تسلیم کرتے ہوئے ان انتخابات میں بھرپور طریقے سے حصہ لیتی ہیں۔حالانکہ کسی مسلمان کو یہ اجازت واختیار نہیں کہ وہ کسی بھی باطل نظام کو کسی بھی درجے میں قبول اور برداشت کرے لیکن باطل جمہوری نظام کو تقویت دینے والے یہ مذہبی راہنما جمہوریت کے انتخابی اکثریتی فلسفہ کو تسلیم کر کے کسی بھی

فرض؟ باطل نظام اور نظریئے کو نہ صرف اسلامی نظام کے برابر کا درجہ دینے کی جسارت کرنے کے مرتکب ہو رہے ہیں بلکہ اس باطل اور طاغوتی نظام اور نظریئے کو اسلامی نظام ہی کی طرح نافذ ہونے کا حقدار بھی ٹھہراتے ہیں۔

اسلامی نظام کا نفاذ کبھی اکثریت کی تائید کا محتاج نہیں رہا۔ اکثریت کی بنیاد پر اسلام کی بالادستی کے طریقے کو قرآن وسنت، عقل ومنطق اور پوری اسلامی تاریخ کی کسی ایک دلیل اور مثال سے بھی درست ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ پوری انسانی تاریخ سے ووٹ کے ذریعے اسلامی انقلاب کے قیام کی مثال کو تو چھوڑیئے! ووٹ کے اس اکثریتی فامولے کے تحت پوری دنیا میں۔۔۔ کسی بھی قسم کے انقلاب کی کامیابی۔۔۔۔۔۔ ایک مثال بھی نہیں دی جا سکتی۔

یہ طریقہ اسلامی نظام کے نفاذ کا طریقہ نہیں۔ واقعتاً باطل جمہوری نظام کو تقویت پہنچانے کا ذریعہ ہے۔۔۔۔۔۔ انتخابات کا میدان حق اور باطل کے مقابلے کا میدان نہیں طاغوتی جمہوریت کی فتح کے اعلان کیلئے آراستہ کیا گیا ایک اسٹیج ہے۔۔۔۔۔۔۔ اور اس راستے میں وسائل، ذرائع، صلاحیتوں اور افرادی قوت کا اندھا دھند استعمال اللہ تعالیٰ کی راہ میں دی جانے والی جان ومال کی قربانیاں نہیں قیمتی وسائل، ذرائع اور انسانی جانوں کو باطل جمہوریت کے بت کے آستھان پر بھینٹ چڑھا دینے کا عمل ہے۔۔۔۔۔۔!!

فرض؟

## اسلامی انقلاب کا مطلوبہ حقیقی راستہ

جب یہ تمام مروجہ طریقے اور ذریعے اسلامی انقلاب لانے میں ممد و معاون ثابت نہیں ہو سکتے تو آخر اسلامی انقلاب کا قیام کس طریقے سے ممکن ہو گا اور اس کیلئے کونسا راستہ اختیار کیا جائے گا۔۔۔۔؟ اس سے پہلے دیگر موضوعات کے تحت جس انداز میں بات کی گئی ہے اور اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالے سے تکرار کے ساتھ انقلاب کا جو لفظ استعمال کیا گیا ہے اس کی وجہ سے اب یہ کوئی راز کی بات نہیں رہی کہ میرے پیش نظر اسلامی نظام کے نفاذ کا حقیقی اور درست طریقہ کیا ہے اور میں کس راستے کو اختیار کر کے اسلامی نظام کے عملی قیام کو ممکن سمجھتا ہوں۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے لفظ انقلاب کی حقیقت اور تقاضوں کو سمجھنے کی کوشش کی جانی چاہئے کہ انقلاب کا مطلب ہوتا کیا ہے۔ انقلاب دراصل ایک عمل کا نام ہے وہ عمل! جس کے تحت کسی ریاست میں پہلے سے موجود ناپسندیدہ اور غیر مطلوب نظام کا مکمل طور پر خاتمہ کر کے اس کے تمام تار و پور کو بکھیر کر رکھ دیا جاتا ہے اور اس مروجہ نظام کو مکمل طور پر تلپٹ کرنے کے بعد اور اس کے تمام نشانات تک مٹا دینے کے بعد اپنے مطلوبہ نظام کو پرانے نظام کی جگہ مکمل استحکام کے ساتھ قائم و نافذ کر دیا جاتا ہے۔ انقلاب کا یہ عمل کسی انتخابی ڈرامے یا کسی اور ٹوٹکے پر عمل کر کے نہیں بلکہ یہ ریاست کے مروجہ نظام سے مفادات وابستہ رکھنے والے مختلف طبقوں سے براہ راست تصادم اور کشمکش کے ذریعے بے شمار جانی اور مالی قربانیوں کے نتیجے میں تکمیل کے مرحلے تک پہنچایا جاتا ہے۔

اس طرح اگر ہمارے پیش نظر پاکستان میں اسلامی انقلاب برپا کرنا مقصود ہے تو اس کا مطلب ہو گا کہ انقلاب کے جارحانہ اور براہ راست عمل کے ذریعے پہلے یہاں مروج اور قائم و دائم باطل اور طاغوتی جمہوری نظام کو جڑوں سے اکھاڑ کر اس کا مکمل طور پر قلع قمع کر

فرض؟ دیا جائے، مروجہ نظام کو بچانے اور اسلامی انقلاب کو ناکام بنانے والی ہر قوت اور طاقت کا جان ومال کی قربانیاں دے کر بے جگری اور دلیری کے ساتھ مقابلہ کیا جائے اور جمہوریت کے نمک خواروں کے ساتھ اس کشمکش کی کیفیت میں کامیابی کے بعد اسلامی نظام کو مروجہ جمہوری نظام کی جگہ اپنے تمام تر جزویات اور تفصیلات سمیت شان وشوکت کے ساتھ قائم ونافذ کر دیا جائے۔

یہ ہے انقلاب کے حوالے سے اسلامی نظام کے قیام کا مطلوبہ اور درست طریقہ اور انقلابی جدوجہد کی نوعیت سے متعلق مختصر وضاحت۔۔۔!اب رہا یہ اصولی سوال کہ اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے انقلاب کا راستہ اختیار کرنا ہی کیوں ضروری ہے۔۔۔؟ تو اس بارے میں میرا دوٹوک جواب یہ ہے کہ !اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے انقلاب ہی کا راستہ اختیار کرنا نہ صرف ضروری بلکہ فرض عین بھی ہے اور میں اپنے اس موقف کی ذرا تفصیلی وضاحت کسی بھی مسلمان کے ایمان کی بنیاد بننے والی چند اصولی باتوں کے تذکرے سے کروں گا۔

ہم مسلمانوں کا دعویٰ اور ایمان یہ ہے! کہ اللہ تعالیٰ کائنات کی سب سے برتر اور عظیم ہستی ہے۔۔۔۔۔۔اس کی طرف سے دیا گیا اسلامی نظام زندگی تمام باطل نظام ہائے زندگی کے مقابلے میں بہترین اور باعث فلاح ونجات نظام ہے۔۔۔۔۔۔اسی نظام کے مطابق زندگی گزارنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے اوپر فرض ہے۔۔۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ کو اسلامی نظام کے علاوہ اور کوئی نظام قابل قبول نہیں۔۔۔۔۔۔۔قرآن اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا تمام انسانی قوانین سے بہتر اور برتر واجب الاطاعت قانون ہے۔۔۔۔۔۔اسی قانون کے مطابق اپنے فیصلے کرنا ہم پر فرض ہے۔۔۔۔۔۔اور اس قانون کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے کافر، ظالم اور فاسق ہیں۔۔۔۔۔۔۔!

اللہ تعالیٰ کے نظام اور قانون کے مطابق زندگی گزارنا ہمارا حق بھی ہے، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا بھی ہے، ہماری بندگی کا لازمی ثبوت بھی ہے، ہمارے ایمان کے عملی اظہار کا طریقہ بھی ہے، دنیا و آخرت میں ہماری فلاح ونجات کا یقینی ذریعہ بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا وسیلہ بھی ہے۔۔۔۔۔۔۔!!!

فرض؟ ہماری دلیل یہ ہے ! کہ مروجہ جمہوری نظام ہمارا مطلوبہ اسلامی نظام نہیں بلکہ یہ انسانوں کا بنایا ہوا باطل اور طاغوتی نظام ہے۔۔۔۔۔۔۔موجودہ نافذ العمل قانون اور تمام اصول ،معیار اور ضابطے اسلامی قانون، ضابطے، اصول اور معیار نہیں انسان کے بنائے ہوئے ناقص ،فرسودہ اور باطل قوانین ،اصول ،ضابطے اور معیار ہیں۔۔۔۔۔۔۔اس نظام، قانون اور ضابطوں کے تحت زندگی گزارنا فلاح ونجات کا ذریعہ نہیں تباہی وبربادی اور جہنم کی طرف بڑھتے چلے جانے کا سبب ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اور اس باطل اور طاغوتی جمہوری نظام، اس کے قوانین، ضابطوں اور اصولوں کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا راستہ نہیں ۔اس کے قہر وغضب کو دعوت دینے کی روش ہے۔۔۔۔۔۔۔

ہمارا مطالبہ یہ ہے ! کہ ہمیں مسلمان ہونے کی حیثیت سے اسلامی نظام قانون اور ضابطوں کے مطابق زندگی گزارنے کا حق دیا جائے۔۔۔۔۔۔۔۔تاکہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور حاکمیت کے تقاضوں کو پورا کیا جاسکے۔۔۔۔۔۔۔اپنی بندگی کا عملی ثبوت فراہم کیا جاسکے۔۔۔۔۔۔۔اپنے ایمان کے ناگزیر تقاضوں پر پورا اترا جاسکے۔۔۔۔۔۔دنیا و آخرت کی فلاح ونجات سے محروم نہ ہوں۔۔۔۔۔اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا نشانہ بننے سے بچا جا سکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہم کسی قیمت پر بھی اپنا یہ حق چھوڑنے کو تیار نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ہم کسی طریقے سے بھی اپنے اس فرض کو ترک کر دینے کے روادار نہیں۔۔۔۔۔۔ہم کسی طرح بھی دنیا و آخرت کی فلاح ونجات سے ہاتھ دھونے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔۔۔۔۔۔۔اور ہم کسی کی ناراضگی یا کسی کی جبر وتشدد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول سے دستبردار ہونے پر آمادہ نہیں ہو سکتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب اگر جمہوریت کے دلال اور گماشتے دلیل کی زبان میں بات کرنا چاہتے ہیں تو ان کیلئے صرف دو ممکنہ صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ ہمارے دعویٰ، دلیل اور مطالبے کو درست اور حق بجانب تسلیم کرتے ہوئے اپنی جمہوریت کا بوریا بستر گول کر کے ہمیں اپنا مطلوبہ

فرض؟ اسلامی نظام نافذ کرنے دیں جو کہ ممکن نہیں اور نہ کسی زمانے کے فرعون ونمرود کبھی اتنی آسانی سے حق کو راستہ دینے پر رضامند ہوئے ہیں۔دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اپنے جمہوری نظام اور مروجہ قانون کو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اسلامی نظام اور قرآنی قانون سے بہتر اور برتر نظام وقانون ثابت کریں۔ جو مکے کے کفار ومشرکین ابولہب ،ابوجہل اور ان کا کاسہ لیسوں ہی کی طرح جمہوریت کے ان نمک خواروں کیلئے بھی یقیناسراسر ناممکن اور امر محال ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ o فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا۔(البقرۃ۔۲۳۔۲۴)

اور اگر تم شک کرتے ہو اس کلام (قرآن) میں جو اتارا ہم نے اپنے بندے پر۔ تو لے آؤ ایک سورۃ اس جیسی (اور اس مقصد کیلئے) اللہ کے سوا اپنے مددگار کو بھی بلاؤ۔اگر تم سچے ہو پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور ہر گز ایسا نہ کر سکو گے۔۔۔۔

اب صورت یہ ہے کہ جمہوریت کے دلال اور نمک خوار بغیر کسی دلیل اور اخلاق جواز کے طاغوتی جمہوری نظام اور باطل قانون کو ہم پر بدستور مسلط رکھنے پر بضد ہیں اور ہم اپنے ٹھوس اور حق بجانب دعوے، دلائل اور مطالبے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ صالح اسلامی نظام اور قرآن پر مبنی قانون کے عملی نفاذ سے کسی طور پر دستبردار ہونے کیلئے تیار نہیں۔اب اس مقام پر حق وباطل کے درمیان عملی تصادم اور کشمکش کا آغاز ہونا انتہائی ناگزیر اور یقینی امر ہے اور اس حقیقت سے کسی صحیح الدماغ فرد کا انکار ممکن ہی نہیں۔الا یہ کہ یا تو باطل حق کے راستے سے ہٹ جائے یا حق باطل کی گود میں جا کر باطل کا ایک حصہ بن کر رہ جائے۔لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ ایسا کرنا حق اور باطل دونوں کیلئے ممکن ہی نہیں۔وہ باطل ہی کیا جو حق کے پیروں تلے روند کر عبرت کا نشان نہ بنا جائے اور وہ حق ہی کیا جو اپنے نعرہ تکبیر سے باطل کے در وبام پر لرزہ طاری نہ کردے۔

ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کی برتری کے منکر حق سے اعراض کرنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ کے عطا کردہ صالح نظام کے نفاذ کے راستے میں رکاوٹ بننے والے اور باطل

فرض؟ طاغوتی نظام کا دفاع کرتے ہوئے اسکے نفاذ کے تسلسل پر اصرار کرنے والے جمہوریت کے دلالوں، گماشتوں اور نمک خواروں سے عملی تصادم اور کشمکش صرف ضروری ہی نہیں فرض عین بن جاتا ہے۔حق کی باطل کے ساتھ اس کشمکش اور تصادم کی کیفیت کو قرآن جہاد وقتال فی سبیل اللہ کا نام دیتا ہے۔یعنی اللہ کے راستے میں دین اسلام کو غالب کرنے کیلئے جان ومال کے ذریعے جدوجہد۔۔۔۔۔!

یہاں باطل کی سرکشی کو لگام دینے کیلئے ووٹ، نصیحت اور دعا کے تمام حربے بے کار و معنی ہیں۔اس مرحلے پر باطل کے کبر وغرور کو خاک میں ملانے کیلئے طاقت کی زبان میں بات کرنے کے سوا اور کوئی راستہ ہے ہی نہیں۔اس مقام پر اسلام کو غالب اور باطل کو مغلوب کرنے کا اس کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہیں رہتا کہ جہاد وشہادت کے باطل شکن جذبوں کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر اور جان پر کھیل کر باطل سے نتیجہ خیز ٹکر لی جائے اور اہل باطل پر یہ ثابت کیا جائے کہ اگر وہ بغیر کسی دلیل کے محض ضد اور ہٹ دھرمی کی بنیاد پر باطل نظام کے تسلسل کیلئے فرعونیت اور نمرودیت کے ظلم وجور پر مبنی ہتھکنڈوں کے استعمال پر اتر آئے ہیں تو اسلام کے برحق نظام پر غیرت کھانے کیلئے موسیٰ اور ابرہیمؑ کی اولاد بھی اپنے آباؤاجداد کی سنت ادا کرنے کیلئے تیار ہے۔

اب اللہ تعالیٰ، رسول ﷺ اور اسلام سے نسبت پر فخر کرنے والوں کے اصل امتحان کا وقت قریب آتا ہے۔۔۔۔ کہ وہ واقعی سچے اور کھرے مومن ہیں یا اللہ تعالیٰ سے دھوکہ کرنے والے منافق اور جھوٹے۔۔۔۔۔!

اَحَسِبَ النَّاسُ اَن يُّترَ كُوْ ا اَن يَّقُوْ لُوْ ا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْ نَ٥ وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْ ا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْن٥ (العنکبوت۔۲۔۳)

کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ چھوٹ جائیں گے (صرف) یہ کہہ کر کہ ہم ایمان لے آئے۔اور ان کو آزمایا نہ جائے گا اور یقینا ہم نے آزمایا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے تھے۔اللہ تعالیٰ ظاہر کرے گا ان لوگوں کو جو سچے ہیں اور ظاہر کرے گا جھوٹوں کو۔

فرض؟ انہوں نے اسلام کو چند رسموں اور طریقوں کی ادائیگی کا نام سمجھ رکھا ہے یا وہ واقعی اللہ تعالیٰ سے اپنی جان ومال کا سودا کرنے والے ایمان ویقین میں راسخ لوگ ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ○(التوبۃ۔ ۱۱۱)

اللہ نے خرید لیے ہیں مومنوں سے ان کی جان اور ان کا مال جنت کی قیمت کے بدلے۔ پس وہ لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں (اہل طاغوت کو) اور (خود بھی) مارے جاتے ہیں۔

وہ صرف زبانی ایمان ہی کو جنت میں داخل ہونے کی کنجی سمجھتے ہیں یا ایمان کے تقاضوں پر پورا اترنے والے باطل کی سختیوں، اذیتوں اور تکالیف کا سامنا کرنے والے سچے اور کھرے مومن ہیں۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ وَلَمَّا یَاْتِکُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ مَسَّتْھُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ○(البقرۃ۔ ۲۱۴)

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ تم پر ابھی نہیں گزرے حالات ان لوگوں جیسے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ کہ پہنچی ان کو سختی اور تکلیف اور جھڑ جھڑائے گئے (راہ حق میں باطل کے ہاتھوں) یہاں تک کہ کہنے لگے رسول اللہ ﷺ اور ایمان لانے والے وہ لوگ جو ان کے ساتھ تھے کہ کب آئے گی اللہ تعالیٰ کی مدد۔ سن رکھو! اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہے۔

اوپر حق اور باطل کے تصادم کی جس کیفیت کا ذکر کیا گیا ہے یہ حق اور باطل کی منطقی کشمکش کا نتیجہ خیز اور آخری مرحلہ ہو گا جس میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والوں اور طاغوت کے راستے میں لڑنے والوں کے حوصلوں، ہمتوں، جذبوں اور قربانیوں کو اپنے اپنے